بسم الله الرحمن الرحيم

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

———————

Wednesday, the 11th October, 2017

———————

Table of Contents

1. Recitation from the Holy Qur'an.
2. Recitation of Naat
3. Starred questions and answers
4. Point of Order Reg the Quorum Point Out
5. Starred Questions and Answers
6. Announcement Reg: presence of the under 15 Football Team of Pakistan in the Visitors' Gallery
7. Leave of absence
8. Calling Attention Notice Reg: exploitation of poor street vendors by the employees of CDA in the name of surprise inspections of markets in Islamabad... (*Deferred*)
9. Periodical Report of the Standing Committee on Industries and Production, for the period January – June, 2017... (*Presented*)
10. Periodical Report of the Standing Committee on Railways, for the period January – June, 2017... (*Presented*)
11. Periodical Report of the Standing Committee on Defence, for the period January – June, 2017... (*Presented*)
12. Periodical Report of the Standing Committee on Information Technology and Telecommunication, for the period January – June, 2017... (*Presented*)
13. Point of Order Reg: the Quorum point out

14. Periodical Report of the Standing Committee on Commerce and Textile, for the period January – June, 2017... (*Presented*)

15. Calling Attention Notice Reg: Steep Rise in the cases of Breast Cancer in the Country... (*Answered*)

16. Announcement Reg: balloting of questions for 48th Session

17. Points of order

18. Calling Attention Notice Reg: Exploitation of poor street vendors by the employees of CDA in the name of surprise inspections of markets in Islamabad... (*Deferred*)

19. Points of order

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

———————

Wednesday, the 11th October, 2017

———————

The National Assembly of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House), Islamabad, at 10:50 of the clock in the morning. Mr. Acting Speaker (Mr. Murtaza Javed Abbasi) in the Chair.

———————

RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

مَّا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿١٤٧﴾ لَّا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظُلِمَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ﴿١٤٨﴾ إِن تُبْدُوا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا عَن سُوءٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا ﴿١٤٩﴾

پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

[ترجمہ: اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار بنو اور ایمان لے آؤ اور اللہ قدر دان، جاننے والا۔اللہ کو کسی کی بڑی بات کا ظاہر کرنا پسند نہیں۔مگر جس پر ظلم ہوا اوراللہ سننے والا اور جاننے والا ہے اور اگر تم نے کوئی نیک کام اعلانیہ کرویا اسے خفیہ کرویا تو کسی برائی کو معاف کرو تو اللہ بڑا معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔] وما علینا الا البلاغ المبین۔

RECITATION OF NAAT

ہے چمن ہی چمن مدینے میں
ان کی دیکھو پھبن مدینے میں
خاک طیبہ کا دو کفن مجھ کو
مجھ کو کر دو دفن مدینے میں
جس نے توڑے صنم زمانے کے
ہے وہی بت شکن مدینے میں
ان کی دیکھو پھبن مدینے میں

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

جناب قائم مقام سپیکر : جزک اللہ۔اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ Question Hour۔ آسیہ ناصر صاحبہ۔یہ جواب موصول نہیں ہوا۔انٹیئر منسٹری سے کون ہیں۔یہ آپ کا جواب موصول نہیں ہوا اور یہ انٹیریئر منسٹری کے کافی سوالات ہیں۔ رانا افضل صاحب respond آپ کر رہے ہیں on behalf of Minister Interior جی رانا افضل صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (رانا محمد افضل خان): سر میرے سوالات پہلے لے لیں وہ میرے خیال میں راستے میں ابھی آ رہے ہیں۔انٹیریئروالے ابھی آ رہے ہیں افضل ڈھانڈلہ صاحب، فنانس کے سوال پہلے لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے ان کا انتظار کر رلیتے ہیں۔آسیہ ناصر صاحبہ کا مائیک کھولئے جی۔

کہہ رہے ہیں پارلیمانی سیکرٹری صاحب آ رہے ہیں۔

محترمہ آسیہ ناصر : اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب آ بھی جائیں لیکن یہاں لکھا ہے reply not received یہ 41st session سے چلا آ رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی اس کا جواب لیں گے آپ تشریف رکھیں۔جی روحیل اصغر صاحب۔

شیخ روحیل اصغر : بہت شکریہ جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنے جا رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی کیجئے۔

شیخ روحیل اصغر : وزیر صاحب نہ آئے ہوں تو انتظار کر لیجئے،سٹیٹ منسٹر نہ آئیں تو انتظار کر لیجئے،پارلیمانی سیکرٹری نہ آئیں تو انتظار کر لیجئے۔رکن قومی اسمبلی اگر دیر ہو جائے اور اس کا سوال ہو تو جناب یہی طریقہ وہاں پہ بھی اپنا لیجئے۔تو میرے خیال میں similarity آ جائے گی۔آپ کی مسکراہٹ یہ ظاہر کر رہی ہے کہ آپ چاہتے ہیں لیکن کر نہیں سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں نہیں کر بھی سکتے ہیں چیئر کے پاس اختیار ہے۔ہماری تو یہ کوشش ہے کہ Question hour اگر مکمل ہو جائے،ایک تو یہ رول میں ہے کہ ایک جو موور ہے وہ سوال کرتا ہے اور ایک سپلیمنٹری ہوتا ہے۔کیونکہ insist کرتے ہیں آنریبل ممبرز،تو اہمیت کی وجہ سے، جی میری بات سن لیں۔جی شیخ صاحب آپ کی پہلے سن لیتے ہیں۔

شیخ روحیل اصغر : اتفاق سے آپ بھی اس اسمبلی میں تھے اور میں بھی اس اسمبلی میں تھا۔وہاں پہ طریقہ یہی تھا کہ کوئی ممبر اگر لیٹ آتا تھا تو اس کے سوال کو ٹیک اپ کر لیا جاتا تھا،یہ آپ کا prerogative ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی میری ذرا سن لیں ایک منٹ،یہ بڑا ایشو ہے کہ چیئر کی بات سننا، کیونکہ رولز میں ایک موور کرتا ہے اور اس کے بعد ایک سپلیمنٹری ہوتا ہے کیونکہ insist کرتے ہیں آنریبل ممبرز کہ relevant ہے ہمارے علاقے سے یا ایشوز ہمارے اہم ہیں۔تو بعض اوقات دو اور

تین دینے پڑتے ہیں۔جس کی وجہ سے یہ ہمارے Question Hour میں جو آنریبل ممبرز کے سوالات ہیں وہ پورے نہیں ہوتے۔اگر ہم رولز پہ چلیں اور ایک سپلیمنٹری to the point specific سوال ہو تو پھر یہ مکمل بھی ہو سکتا ہے اور اگر کسی وجہ سے کوئی ہمارا معزز ممبر یہاں نہیں پہنچ سکا تو اس کا بھی ٹیک اپ کیا جا سکتا ہے۔جی ایس اے اقبال قادری صاحب۔

جناب ایس اے اقبال قادری : جناب سپیکر! Question Hour بہت اہم ہے اور یہ ڈرافٹ کرنے کا طریقہ ہے گورنمنٹ کا،اس رولز بنانے والوں کو ادراک تھاکہ ممبر نہیں ہوگا،تو اس میں ڈالا ہوا ہے on his behalf لیکن بڑا افسوس ہے کہ اس رول کو ہم نے ا ستعمال ہی نہیں کیا۔پتہ نہیں کیوں ہم نہیں کرتے۔on behalf رولز کو follow کریں۔اس کو ہمیں follow کرنا چاہئے۔

جناب قائم سپیکر: on behalf اس لئے نہیں کیا کہ اس میں ہے کہ جو ممبر موجود ہو اگر اس کا نہ لیں اور on behalf پہ ہم چلتے جائیں تو یہ تو ایک precedent ہے۔

جناب ایس اے اقبال قادری : رول تو ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں رول ہے لیکن آپ یہ مجھے بتائیں ایس اے اقبال قادری صاحب کہ on behalf پچھلے tenure میں اسی لئے کیا گیا تھا کہ جو ممبر سوال کرتا ہے اس کو خود تو کم از کم آنا چاہئے۔تو ٹھیک ہے جی۔جی ڈاکٹر صاحب۔

جناب امجد علی خان: منسٹر نہ ہوں،پارلیمانی سیکرٹری نہ ہوں تو پھر یہ سوال و جواب کا سلسلہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی جوrelevant Ministryہےاگر نہیں ہے تو اس کےخلاف ایکشن ہو گا۔

جناب امجد علی خان: چھپن کےقریب منسٹر ہیں اور وہ بھی نہ ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ہمیں یہ روز بتاتےہیں آپ کا شکریہ۔پتہ بھی ہے لیکن آپ کا روز بتانے کا شکریہ۔

جناب امجد علی خان: آپ اپنی اہمیت کم کر رہےہیں،ہمارے بتانے کا مقصد ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بھی آپ کا شکریہ کہ آپ کو ہماری اہمیت کا احساس ہے اور اس ہاؤس کی اہمیت کا احساس نہیں ہے اور جس behaviour کا یہاں پہ اظہار کیا جاتا ہے۔ بہت شکریہ۔ جب تک پارلیمنٹری سیکرٹری آتےہیں کیونکہ Question Hour شروع ہو چکا ہے۔ ہم پہلے فنانس کےلے لیتےہیں۔انٹیریئر کا کون آیا ہوا ہے، سیکرٹری انٹیریئر کون ہیں ' سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری، جوائنٹ سیکرٹری ' کوئی لابی میں ہے؟ انٹیریئر منسٹر ی سے کوئی بھی آفیسر نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام سپیکر: یار آپ اپنا کام کریں۔سیکرٹری انٹیریئر کو فوراً ' رانا افضل صاحب تو ابھی جواب دیں گے۔کامران مائیکل ' شیخ صاحب ابھی نہیں آئے کیوں کہ حکومت کی طرف سے کوئی ایسا بندہ نہیں ہے۔ سیکرٹری انٹیریئر کو فوراً بلائیں،ان کا کوئی سٹاف بھی ادھر نہیں ہے اور بیس منٹ کےاندر اندر وہ ادھر ہاؤس میں آئیں۔ ابھی فنانس کےلیتےہیں تاکہ کویسچن آورمیں delay نہ ہو۔ عبدالستار بچانی صاحب کا مائیک کھولیں۔

POINT OF ORDER REG THE QUORUM POINT OUT

جناب عبدالستار بچانی: کورم نہیں ہے۔ کورم پورا رکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ٹھیک ہے Count be made, count be made.جی۔ اور یہ ابھی تک گیارہ بج چکےہیں اور انٹیریئر سے نہ ان کا سٹاف آیا ہے۔منسٹر صاحب اگر مصروف بھی ہیں تو پارلیمنٹری سیکرٹری ہیں،منسٹرآف سٹیٹ ہیں Order in the House please order in the House.جی۔تو یہ بڑے Order in the House, order in the House.جی۔تو یہ

بڑے افسوس کی بات ہے کہ نہ سٹیٹ منسٹر تشریف لائے ہیں نہ پارلیمنٹری سیکرٹری ابھی تک آئے ہیں اور ان کے سٹاف میں سے ابھی کوئی نہیں آیا۔ جیCount be made جی۔ بچانی صاحب اب آپ تشریف رکھیں اب بات نہیں ہو سکتی۔

(گنتی کی گئی)

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

جناب قائم مقام سپیکر: جی House is in order جی۔ شیخ آفتاب احمد صاحب آپ اپنی کرسی پر تشریف لےآئیں۔ شیخ صاحب کا مائیک کھولیں۔ شیخ صاحب آج انٹیریئر کے ستائیس اٹھائیس سوالوں کے جواب بھی نہیں آئے اور جو جواب آئے ہیں ان کا جواب دینے کے لیے انٹیریئر منسٹر ی سے کوئی بھی نہیں آیا۔ ہمیں اس چیز کا احساس ہے کہ important Ministry ہے لیکن پہلے بھی جب چوہدری نثار صاحب ہوتے تھے تو مریم اورنگزیب صاحبہ regularly Parliamentary Secretary اس کا جواب دیتی تھیں۔اب سٹیٹ منسٹر بھی ہے۔تو یہ بڑے شرم کی بات ہے اور افسوسناک بات ہے کہ آج Order of Day پہ تھا اور نہ ان کے سٹاف سے کوئی آیا ہے۔ابھی میں نے کہا ہے کہ بیس منٹ میں سیکرٹری انٹیریئر کو بلایا جائے۔اگر اس ہاؤس کو یہ حکومت اور کورم کی بھی یہ حالت ہے کہ اپوزیشن نہ ہو تو پھر آپ کا آج کورم بھی پورانہیں ہے۔امیں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے ہاؤس کی insult ہے۔ آپ جواب دیں گے کہ انٹیریئر منسٹر کی طرف سے کیوں اس طرح کیا گیا ہے؟

وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور (شیخ آفتاب احمد): سر انٹیریئر منسٹر خود تو He is out of country. لیکن منسٹر فار سٹیٹ کو تو یقیناً آنا چاہیے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمنٹری سیکرٹری بھی ادھر ہیں۔

شیخ آفتاب احمد: جی ہاں یہ تو واقعی ایک افسوسناک بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سب سے جو important issue ہے کہ ہاؤس کی insult ہے کہ منسٹری سے بھی کوئی نہیں آیا اوراس کے سٹاف سے بھی کوئی نہیں آیا۔ SO Council تک نہیں ہے۔ اس سے بڑا کیا insulting behaviour ہو گا منسٹری کاپارلیمنٹ کے حوالے سے۔جی شیخ آفتاب صاحب۔

شیخ آفتاب احمد: سر میں افسوس ہی کر سکتاہوں۔میں نے ان سب کو regularly letter لکھے ہیں،تمام کو میں نے لیٹر زلکھے ہیں کہ آپ کا سب سے بنیادی اور important کام ہے وہ یہاں پر آنا ہے، پارلیمنٹ ہے،سینیٹ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے حوالے سے Council Branch پوری suspend ہونی چاہیے۔

شیخ آفتاب احمد: ٹھیک ہے جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اور آج ہمیں رپورٹ دیں۔assuranceدیں کہ بالکل Council Branch کوsuspend کریں۔اگر اس پالیمنٹ کی اہمیت یا اس کی عزت و احترام میں فرق آجائے گا توپھر ا س میں کوئی compromise نہیں ہے .across the board

شیخ آفتاب احمد: ٹھیک ہے.جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اوریہ assurance آپ دیں جی ہمیں بیس منٹ میں۔

شیخ آفتاب احمد: میں خود جا کےا بھی بات کرتاہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تب تک ہم دوسرے لیتےہیں۔آپ منسٹر آف سٹیٹ اور پارلیمنٹری سیکرٹری کو بلائیں۔اگر منسٹر صاحب ملک سے باہر ہیں تو منسٹری ادھر ہی ہے۔ سیکرٹری انٹیریئر کو فوراً بلائیں کہ وہ یہاں بیس منٹ میں آکے میرے چیمبر میں جواب دے۔ڈاکٹر شیریں مزاری صاحبہ۔

ڈاکٹر شیریں مہر النسا مزاری: مسٹر سپیکر! شیخ صاحب آپ ایک منٹ میری بات سنیں۔چار نئ کمیٹیز بنی ہیں۔شیخ آفتاب صاحب کومیں نے ایک کاغذ دیا تھا،میں نے اپنی پارٹی کے نام دیےہیں،ان کا ابھی تک نوٹیفیکیشن نہیں ہوا ہے۔ شیخ آفتاب صاحب سے پوچھیں کہ وہ کاغذ کدھر گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: کل اس پہ بات ہوئی ہےکہ آپ کےنام لیٹ آئے۔

ڈاکٹر شیریں مہر النسا مزاری: ہم نے دے دیے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج ہوجائے گا۔ جی شیخ آفتاب صاحب۔

شیخ آفتاب احمد: ہم نے بالکل well in time request دی تھی کہ آپ دے دیں لیکن unluckily اس دن ہمیں نہیں مل سکے دوسرے دن آئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں جواب دیتاہوں۔شیریں مزاری صاحبہ بات سن لیں کہ الیکشن تک آپ کےنام ذرا لیٹ تھے، آپ کی vacancies خالی ہیں،آج نوٹیفیکیشن۔۔۔

شیخ آفتاب احمد: آج وہ ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیریں مزاری صاحبہ آپ کی آواز ماشاء اللہ بلند ہے مائیک پہ بولا کریں۔مائیک کھولیں جی۔

ڈاکٹر شیریں مہر النسا مزاری: جس دن انہوں نے ہماری پارٹی کو کاغذ دیا اسی دن پچھلے سیشن میں، میں نے واپس شیخ صاحب کو کاغذ with the names دیا ہے۔اگر انہوں نے misplace کر دیا ہے۔یہ ہمارا breach of privilege ہے، ہمارے ممبرز اس الیکشن میں participate نہیں کر سکے.I think, those elections should be held again یہ بالکل غلط ہے۔ انہوں نے deliberately کیا ہےکہ ہمارے ممبرز نہ آئیں اور یہ سخت غلط ہوا ہے۔ اسی دن میں نے ان کو وہ کاغذ واپس کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : ہمیں تو inform کیا گیا تھا کہ آپ کی طرف سے delay ہے۔

ڈاکٹر شیریں مہرالنساء مزاری : تو یہ غلطی ہے I am telling you that it is incorrect

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے وہ جواب دیں گے اور آپ کی vacancies خالی ہیں۔

ڈاکٹر شیریں مہرالنساء مزاری : میں نے کل بھی ان کو کہا تھا کہ جس کاغذ پر میں نے آپ کو نام دیے ہیں تو آپ نے وہ کدھر کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : شیخ صاحب آپ دونوں چیف وہپ صاحبان ہیں اور کم سے کم آپ میں تو understanding ہونی چاہے، آپ میں اور ڈاکٹر صاحبہ میں ہونی چاہیے۔

شیخ آفتاب احمد : understanding کی بات نہیں ہے ہم تو ان کے تابعداروں میں سے ہیں۔یہ ہماری جرات ہے کہ ہم ان کا نام نہ ڈالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : شیخ صاحب آپ کو تابعداری کا اظہار کرنا چاہیے،زبانی جمع خرچ نہیں کرنا چاہیے،ان کی لسٹ آپ نے misplace کر دی۔

شیخ آفتاب احمد : نہیں میری جرات ہے کہ میں آپ کی privilege breach کرسکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : چلیں آج ان کا notification ضرور کریں گے،ڈاکٹر صاحبہ آج ہو جائے گا۔

شیخ آفتاب احمد : آج ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر : بیلم حسین صاحبہ not present۔ شیخ صلاح الدین صاحب۔

شیخ صلاح الدین : جناب سپیکر ! ڈاکٹر شیریں مزاری نے جو مسئلہ اٹھایا ہے تو یہ بالکل ٹھیک ہے اور جو پارٹی کو دیاگیا ہے تو اس کی proportionate ratio کیا ہے اور کس ratio سے تقسیم کیے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : ابھی Question Hourچل رہا ہے اور اس کے بعد اس کے اوپر بات کر لیجیے گا۔

شیخ صلاح الدین : اس بات کا seriously notice لیا جائے کہ جو پارٹیز یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں تو ان کو کس ratio سے تقسیم کیے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : strength کے مطابق ratio ہے۔

شیخ صلاح الدین : کیونکہ تمام سٹینڈنگ کمیٹیز میں ہماری نمائندگی بہت کم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں وہ تو ہاؤس میں strength کے حوالے سے ہے۔

شیخ صلا ح الدین : تو اس proportionate ratio ہاؤس کو بتایا جائے کہ آپ کے اتنے ممبر ہیں اور آپ کی اتنی بنتی ہے کیونکہ ہمیں بھی اپنے اراکین کو بتانا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ شیخ آفتاب سے رابطہ کر لیں تو ہاؤس میں جو آپ کی strength ہے تو اس کے مطابق آپ کا حصہ بنتا ہے۔اگلا سوال محترمہ شاہدہ رحمانی صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رحمانی : سوال نمبر 129

Mr. Acting Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

محترمہ شاہدہ رحمانی : میں نے زرعی ترقیاتی بینک کے حوالے سے جو قرضہ جات ہیں تو اس کے لیے پوچھا تھا تو بالکل exact figure آگئی کہ 81.9فیصد پنجاب کو دیا جا رہا ہے اور باقی تمام میں دیگر صوبے ہیں۔کیا یہ دیگر چھوٹے صوبوں کے ساتھ زیادتی نہیں ہے اور چھوٹے صوبوں کے ساتھ NFC award ہو یا کسی بھی مرحلے میں ہوتو ان میں احساس محرومی پیدا ہو رہا ہے اور یہ agricultureجیسے اہم شعبے میں 81.9فیصد ہم صرف پنجاب میں دے رہے ہیں تو باقی صوبوں کو کیا مل رہا ہے۔agriculture تباہ ہوتی جا رہی ہے اور آپ کا یہ رویہ ہے اور میں سمجھتی کہ بہت لمحہ فکریہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : رانا محمد افضل خان صاحب پارلیمانی سیکرٹری فار فنانس۔

رانا محمد افضل خان : شکریہ۔جناب سپیکر ! اس سوال کے اوپر پہلے بھی اس ہاؤس میں debate ہو چکی ہے اور میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ agriculture development bank کا loan کا جو disbursement system ہے اور وہ recoveries پر depend کرتا ہے اور recoveries جس جگہ سے جتنی ہوتی ہے تو وہاں سے اسی کو disburse کرتے ہیں اور دوسرا یہ دیا نہیں جاتا لیا جاتا ہے۔جہاں پر loan کی درخواستیں آتی ہیں تو ان درخواستوں کو entertain کیا جاتا ہے اور بینک خود لوگوں کے پاس نہیں جاتا کہ ہم سے قرضہ لے لیں۔میں یہاں پر بتانا چاہوں گا کہ loss ratio on disbursement of loans کے اوپر جو loss making non-performing loans ہیں تو وہ پنجاب میں پانچ فیصد ہیں اور سندھ کے اندر41 فیصد ہیں، خیبرپختونخواہ میں 22فیصد ہیں، بلوچستان میں سو فیصدloss making loans ہیں اور گلگت بلتستان سب سے best ہے اور 1.3فیصد ہیں۔جہاں پر آپ 41 فیصد loan disburse کریں گے اور وہ واپس نہیں آئیں گے تو بینک ایک profit making institution ہے اور اس کے پاس incentives کم ہیں۔تو یہ ایک دو ایشوز ہیں جن کی وجہ سے disbursement of loans سندھ میں کم ہے بہرحال اس کے باوجود بینک نے مزید allocation دی ہے اور سندھ کو 625 ملین کی دی ہے، خیبرپختونخواہ کو 363 ملین کی دی ہے اور بلوچستان جہاں پر سو فیصد نقصان ہے

تو وہاں پر 137 ملین کی دی ہے اور گلگت بلتستان کو 125 ملین کی دی ہے۔بینک تو کوشش کرتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہfunding کرے لیکن جہاں پر repayments نہیں آتیں تو وہاں پر problems ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : عبدالوسیم صاحب آن سپلیمنٹری۔

جناب عبدالوسیم : شکریہ۔جناب سپیکر ! انہوں نے بتایا کہ پنجاب میں 41 فیصد ہے اور 82 فیصد دے رہے ہیں تو بیالیس فیصد یا چالیس فیصد کس کے پاس جا رہا ہے اور کیوں جا رہا ہے۔اگر اتنا زیادہ نقصان ہے تو وہ بینک کسے چل رہا ہے اور کس کے کہنے پر چل رہا ہے۔جوratio یہاں پر دیا جا رہا ہے توآپ اندازہ لگا لیں کہ پورے ملک کا ratio ایک طرف،مطلب کہ ملک کےجتنے لوگ قرضہ لے رہےہیں تو وہ سب بیکار ہیں۔اسی طرح پنجاب میں صرف قرضہ لینے اور دینے والے ہیں اور یہ ratio خود بخود بتا رہےہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ چیزیں جو آپ اس ایوان میں ڈالتے ہیں یا اس ملک میں ڈالتے ہیں تو اس سے تعصب اور نفرت پھیلتی ہے کہ شاید ایک صوبہ بڑا ہے اور اس کے پاس طاقت زیادہ ہے اور اس لیے وہ اپنے آپ کو زیادہ کر لیتا ہے۔لہذا اس سوچ کو ختم کرنے کے لیے چھوٹے صوبوں کے ساتھ برابری کا سلوک کریں اور اس بینک کو جو یہ عمل کر رہا ہے تو اس کو روکا جائے۔ ایسا نہیں ہے کہ سارے لوگ چور ہیں،آپ نے سو فیصد کہہ دیا تو اس کا مطلب بینکdefaulter ہے اور وہاں سے اس بینک کو بند کریں اور اس بینک کے سربراہ کو بھی بند کریں کہ اگر وہ قرضہ دے کر واپس نہیں لے پا رہا۔میرا سوال یہی ہے کہ اس پر توجہ دی جائے اور اگر نہیں دیجائے گی تو یہ تعصب کی نظر ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : رانا محمد افضل خان صاحب۔

رانا محمد افضل خان : شکریہ۔جناب سپیکر ! میں نے کہا کہ پنجاب میں پانچ فیصد recovery losses ہیں اور سندھ میں 41 فیصد ہیں۔میں اس پر آپ کو مزید انفرمیشن دینا چاہتا ہوں کہ 460 برانچوں میں سے 212 برانچیں ZTBL کی وہ loss making branches ہیں۔ان میں سے 17

فیصد برانچیں پنجاب میں loss making ہیں اور 72 فیصد برانچیں سندھ میں loss making برانچیں ہیں اور کے پی کے میں 82 فیصد برانچیں loss making برانچیں ہیں اور بلوچستان میں سو فیصد برانچیں loss making برانچیں ہیں اور گلگت بلتستان میں 91 فیصد ہیں۔ اگر وہ بینک وہاں سے recover نہیں کر سک رہا ہے تو recovery process صوبائی حکومت کے through،یہ جو قرضے ہوتے ہیں تو یہ through provincial government ہوتی ہیں اور صوبائی حکومتیں جب cooperate نہیں کریں گی تو پھر بینک بند ہو جائیں گے اور بند ہونے کے قریب پہنچے ہوئے ہیں۔جہاں پر ان کو recovery ہو گی تو بینک نے تو loss making loaning نہیں کرنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبائی حکومتوں اور مرکزی حکومت کی combine ذمہ داری ہے کہ loss making وہ رپورٹ ہوتے ہیں اور ان کے اوپر claim دائر ہوتا ہے۔لیکن کیونکہ صوبائی حکومتیں اس کے اندر تعاون نہیں کرتیں تو recovery نہیں ہوتی اور بینک خالی ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : صبیحہ نذیر صاحبہ آن سپلیمنٹری۔

محترمہ صبیحہ نذیر : شکریہ۔میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ سوال ہے کہ یہ جو non-performing loans ہیں تو ان کی recovery نہیں ہو رہی تو یہ بڑی alarming figure ہے اور کیا recovery کے لیے کوئی بینک نے کوئی crash programme رکھا ہے تا کہ یہ جو قرضے stuck-up ہو چکے ہیں تو ان کیrecovery ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر : رانا محمد افضل خان صاحب۔

رانا محمد افضل خان : جناب سپیکر! زرعی ترقیاتی بینک کا ایک مخصوص مسئلہ یہ ہے کہ ان کے قرضے بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں، کوئی ایک لاکھ،کوئی دو لاکھ،اور بڑے سے بڑا قرضہ سات لاکھ روپے کا ہوتا ہے۔اب اس کی recovery کا جو process ہے وہ اتنا expensive ہے کہ آپ کورٹ میں جائیں گے اور وہ مقدمہ لڑیں اور وکیل hire کریں گے۔تو اس بینک کا ریٹ آف مارک اپ بھی انہی وجوہات کی وجہ سے high ہے کہ چھوٹے قرضوں کو manage کرنے کی

operational cost زیادہ آتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اب بینک نئی سکیمیں متعارف کرا رہا ہے اور جہاں پر صوبائی حکومتیں اور بالخصوص پنجاب کی حکومت نے ایک scheme launch کی ہے کہ جس میںmark up حکومت پنجاب ادا کرے گی اور principal amount bank recover کرے گی۔اگر اس قسم کی سکیم میں صوبائی حکومتیں آنا چاہتی ہیں جو کہ پنجاب نے زراعت کو فروغ دینے کے لیے زرعی ترقیاتی بینک ان کو ویلکم کرے گا تا کہ زمینداروں تک رسائی کو بڑھایا جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر : عبدالستار بچانی صاحب دو سوالات ہو چکے ہیں اور ایک ٹائم میں ایک ممبر کر سکتا ہے اور اس طرح نہیں ہوتا۔میں آپ کو دے رہا ہوں لیکن آپ کا یہ behavior،ستار بچانی صاحب کا مائیک کھولیں۔

جناب عبدالستار بچانی : شکریہ۔میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیا سبب ہے کہ پنجاب میں recovery زیادہ ہوتی ہے اور دوسرے صوبوں میں کم ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پرratio بھی رکھا ہوا ہے لیکن جہاں تک ہماری سندھ میں معلومات ہیں کہ وہاں پر agriculture bank کا جو سٹاف ہے وہ بھی تقریباً نااہل ہے اور انہی لوگوں کو قرضے دیتے ہیں جو پہلے defaulter ہوتے ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے ہم آپ کو نیا loan sanction کر دیتے ہیں اور اس کے لیے انہو ں نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور صرف پنجاب میں recovery ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر : یہ بہت important issue ہے کہ loaning ان کو ہوتی ہے جو پہلے سے defaulter ہوتے ہیں اور پھر نئے کیس بنا کر تا کہ پچھلی recovery ہے اس میں ڈال کر،یہ بہت ہی زیادتی والی بات ہے،بڑااچھا سوال کیا ہے۔رانا محمد افضل خان صاحب۔

رانامحمد افضل خان:شکریہ جناب سپیکر!میں اس کو denyنہیں کروں گا۔ایسا ضرور ہوتاہوگا کہ لون جو ہے اس کو non performingسے نکال کر ایک operational loanکی شکل دی جائے،جہاں پر وہ mark up payکردیتے ہیں وہاں ضرور کچھ جگہ پر principalکو roll

overکرتے ہوں گے۔لیکن جناب سپیکر! یہ سندھ کے اندر 93 branchesہیں اور میں چاہوں گاکہ ہمارے جو ممبران ہیں سندھ سے معزز ممبران وہ بھی مینجر کے ساتھ رابطہ کریں اور ان کی جو دشواریاں ہیں جہاں ان کو recovery کے لیے provincial governmentکے اداروں کی ضرورت پیش آتی ہےrecovery processمیں۔وہاں ان کی اگر مدد ہوجائے تو وہ سندھ کی مدد کریں گے۔کیونکہ وہ پیسے recover ہوں گے تو نئے لوگوں کو مل جائیں گے توبینک کا جو operational lossہے۔اگر آپ figuresدیناچاہیں تو اربوں روپے ہیں جو اس تک ہوئے ہیں اور وہ بینک کی پرفارمنس کو بھی hurtکررہاہے اور ایگریکلچر کو بھی hurtکررہاہے تو اگر یہ صوبائی حکومتیں سپورٹ کریں اس بینک کو تو وہ بہتر performکرے گا اور شاید پنجاب کے اندر وہ کلچر جو ہے repaymentکا وہ شاید بہتر ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ law and orderکی enforcementمیرے خیال میں بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:انٹریئر منسٹری سے کوئی آیا ہے،بیس منٹ ہوگئے ہیں،کوئی سٹاف ہے SO Branchسے اور انٹریئر منسٹری سے،چلیں سٹیٹ منسٹرصاحب آگئے ہیں۔شیخ آفتاب صاحب Council Branchسے بھی ان کا کوئی نہیں آیا ہے۔بیس منٹ کا ٹائم دیاتھا۔ساڑھے دس اجلاس شروع ہواہے اور 11:22پر منسٹر آف سٹیٹ تشریف لائے ہیں اور انٹریئر منسٹری سے کوئی بھی اس وقت تک نہیں آیا سٹاف سے اور یہ SO (Council)کو آج directionہے Rulingہے suspensionکرکے ہاؤس کو آپ informکریں۔جی منسٹر صاحب۔طلال چوہدری صاحب کا مائیک کھولیے۔

وزیر مملکت برائے داخلہ (جناب محمد طلال چوہدری): جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت خواہ ہوں۔ایک تو کچھ سوالوں کے جوابات نہیں آئے تھے۔جس کے لیے اسمبلی سے requestکی گئی تھی کہ Rota dayکو اگر آگے کردیاجائے اور اس کے بعد پارلیمانی سیکرٹری جو ہمارے ہیں۔انہوں نےآنا تھا وہ کسی ایمرجنسی کی وجہ سے اچانک نہیں آسکے۔میں اس وقت سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی میں تھا تو مجھے آپ کا پیغام ملا ہے تو میں یہاں پر آیاہوں اور جو آپ نے حکم دیا ہے یہ کر کے ہم آپ کو بتاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:جو آپ کی برانچ ہے،آپ کے سیکرٹری صاحبان ہیں، Additional Secretary, Joint Secretary, SO Branchکوئی آپ کا عملہ نہیں آیا ہے اوراس SO Branchکی suspensionکا ہم نے کہا ہے کہ وہ رپورٹ پھر ہاؤس کو کریں۔جو آپ کے reply 41st Sessionکے ہیں۔آپ کی طرف سے requestآئی تھی۔لیکن یہ اتنے عرصے سے آپ کے جوابات ہیں وہ pendingہیں اور یہ ابھی سارے questionآپ سے relevantہیں آپ کی منسٹری سے تو آپ جوابات دینے کے لیے تیاری کرکے آئیں۔کیونکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں گے اور وہ ایمرجنسی میں آ نہیں سکے تو یہ 27،28سوالات ہیں آپ کے۔جن کے آج جوابات موصول نہیں ہوئے ہیں۔جوRota dayپر ہیں اور جو دینے ہیں پھر اس کا کیا ہوگا۔جی طلال چوہدری صاحب کا مائیک کھولیے۔

جناب محمد طلال چوہدری: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ سینیٹ میں بھی بزنس ہے اور میں وہاں سے آیاہوں کوئی ضروری بل ہے سٹینڈنگ کمیٹی میں۔آج جو آپ نے حکم کیا ہے کہ جو ہمارے SOیا دوسرے جنہوں نے responsibilityکا ثبوت نہیں دیا۔ان کے بارے میں۔

جناب قائم مقام سپیکر:Council Sectionکو ان کی responsibilityہے کہ وہ یہاں پر آئیں۔سیکرٹری صاحب آئیں،جوائنٹ سیکرٹری صاحب آئیں،ایڈیشنل سیکرٹری صاحب آئیں۔

جناب محمد طلال چوہدری: تو ان پر کارروائی کرکے میں ہاؤس کو آگاہ کرتاہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:اور یہ جوابات کے حوالے سے؟

جناب محمد طلال چوہدری: اس کے لیے گزارش یہ ہے کہ یہ اگلی دفعہ پر رکھ لیں۔کیونکہ ڈھانڈلہ صاحب نے آناتھا۔ان ہی کے پاس انہوں نے briefingبھی لی ہوئی تھی۔اچانک ایمرجنسی کی وجہ سے نہیں آسکے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی آسیہ ناصر صاحبہ پہلا سوال آپ کا ہے یہ منسٹری کی طرف سے requestآئی ہے کہ آج پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیناتھا۔repliesدینے تھے۔لیکن وہ کسی ایمرجنسی کی وجہ سےآ نہیں سکے۔منسٹر صاحب ملک سے باہر ہیں اورانہوں نے requestکی ہے منسٹر صاحب نے۔

محترمہ آسیہ ناصر:جی سپیکر صاحب بات یہ ہے کہ سٹیٹ منسٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں۔اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیناتھا۔لیکن اس کا reply جو ہے وہ دونوں منسٹرز اور پارلیمانی سیکرٹری سب کے پاس ہوناچاہیےا ور یہ آج کا سوال نہیں ہے یہ 41st Sessionسے یہ pendingچلاآرہاہے تو اگر اس طرح سے ہی ہم نے Question Hour چلاناہے اور بہت سارے سوالات ایسے ہیں۔جن کا آتاہے کہ reply not received تومنسٹری پوری باہر تو نہیں چلی گئی ہے ناں۔منسٹری تو پوری یہیں پر ہے او رکام کررہی ہے اور جواب بھی منسٹری نے دیناہے اور اتنا مشکل سوال تو ہے نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے اسی لیے اپنا اختیار استعمال نہیں کیا۔منسٹر صاحب نے requestکی۔میں نے ممبرز کو اس کا اختیار دیاہے۔اگر وہ منسٹری کو اگلے Rota dayکے لیے permitکرتے ہیں تو میں permissionدوں گاورنہ نہیں دوں گا۔میں اپنا اختیار استعمال چیئر نہیں کرے گی۔یہ آپ کے اوپر dependکرتاہے۔یہ 41st Session کے pending questionsہیں۔جی محترمہ آسیہ ناصر صاحبہ۔

محترمہ آسیہ ناصر: سپیکر صاحب! لیکن پھر یہ ensure کریں یہاں پر آپ کے سامنے commitکریں کہ اگلا جو سیشن ہوگا اس میں اس کا جواب ضرور چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی طلال چوہدری صاحب۔یہ تمام ان ممبرز کی طرف سے ہے۔میں نے اپنااختیار استعمال نہیں کیا۔منسٹری کو مطلب کہ میں نے اجازت نہیں دی۔کیونکہ یہ ممبرز suffer ہو رہے ہیں۔ اس ہاؤس کا جو احترام اور عزت ہے،اس پر کوئی compromiseنہیں ہے اور آج آپ

کی منسٹری کی طرف سے میں سمجھتاہوں کہ بڑا مایوس کن یہ جو ہمیں آپ کا behaviourمحسوس ہوا ہے۔یہ آئندہ نہیں ہوناچاہیے۔آپ assuranceدیں تاکہ nextپر کریں۔

جناب محمد طلال چوہدری:جو آپ نے کہا ہے وہ بجا ہے اور یہ اس طرح نہیں ہوناچاہیے تھا۔میں نے آپ سے عرض کیا ہے۔آپ کی مہربانی کہ آپ نے اجازت دی ہے۔جو آپ نے ایکشن کا کہا ہے وہ بھی لیاجائے گا اور اگلی دفعہ منسٹر صاحب یا میں خود ہاؤس کو تمام سوالات کا جوابات دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آسیہ ناصر صاحبہ ٹھیک ہے؟assuranceدی ہے انہوں نے۔

محترمہ آسیہ ناصر: ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی اگلا سوال جناب شیراکبرخان صاحب۔

جناب شیراکبرخان :سوال نمبر132 فنانس کا ہے۔

Mr. Acting Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

جناب شیراکبرخان:شکریہ جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ انہوں نے "Annex "Bمیں جواب دیا ہے کہ ہم نے مزید 466برانچیں قائم کی ہیں پورے ملک میں تو میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ ضلع بونیر جو کہ زراعت سے ninety nine percentنہیں بلکہ سوفیصد آبادی جو ہے وہ زراعت سے وابستہ ہے۔اس پورے ضلع میں زرعی بینک کی ایک برانچ ہے۔اس میں سٹاف کی بھی کمی ہے اور مزید برانچوں کی بھی ضرورت ہے تو کیا وہاں پر جو موجودہ برانچ ہے اس میں جو سٹاف کی کمی ہے تو اس میں مقامی لوگ بھرتی کیے جائیں گے اور مزید برانچیں وہاں پر ضلع بونیر میں،کیونکہ ہمارا cash crop جو ہے وہ agriculture-based ہے۔اس سے ہم مرکزی حکومت کو اربوں روپے excise duty کی مد میں دے رہے ہیں تو کیا ان لوگوں پر جو وہاں پر بیروزگار ہیں۔ان لوگوں کے لیے مزید برانچیں وہاں پہ کھول دی جائیں گی یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی رانامحمد افضل خان صاحب۔

رانامحمد افضل خان: شکریہ جناب سپیکر! میں appreciateکرتاہوں معزز ممبر کا concernبونیر کے زمینداروں کے لیے یہ جو سوال تھا یہ ہیڈ آفس میںstaffing کے بارے میں تھا۔میں نے ان کا پوائنٹ نوٹ کرلیا ہےا ور میں انشاء اللہ انفارمیشن لیکر معزز رکن کو خود provideکروں گاکہ بونیر میں کیا scopeہے اور انشاء اللہ بینک کو لکھیں گے کہ اس کی feasibilityبنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی صاحبزادہ یعقوب صاحب آن سپلیمنٹری۔

صاحبزادہ محمد یعقوب:شکریہ جناب سپیکر!جس طرح شیرا کبرصاحب نے بتایا۔ہمارا ضلع دیرلوئر کا میرے حلقے کا بھی زیادہ تر لوگوں کو انحصار اورمعیشت کا انحصار ایگریکلچر پر ہے۔وہاں بھی یہ بینک کی facilities بہت کم ہیں۔ میری درخواست ہے کہ اس پر بھی غور کیاجائے اور میں وزیرصاحب سے یہ درخواست کرتاہوں کہ وہ معلومات کرکے اس آبادی کی مناسبت سے بینکوں کی برانچیں قائم کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر انہوں نے already جواب دے دیا ہے۔رانا محمد افضل صاحب۔

رانا محمد افضل خان: جیسے انہوں نے فرمایا ہے میں اس میں صرف اتنا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ زرعی ترقیاتی بینک کے بھی ہم ذمہ لگاتے ہیں۔بہت سارے ممبران کو شاید علم نہیں کہ زرعی ترقیاتی بینک سے دوگنے زرعی قرضے باقی کمرشل بینکس بھی دیتے ہیں اور ان کے ریٹ بھی ملتے جلتے ہیں۔جیسے انہوں نے زرعی ترقیاتی بینک کے لیے کہا ہے میں اس کی انفارمیشن لے کر ان کو provide کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ساجد نواز صاحب آن سپلیمنٹری۔

جناب ساجد نواز : شکریہ جناب سپیکر۔منسٹر صاحب تو بڑا اچھا تاثر دے رہے ہیں لیکن ان کی باتوں میں تضاد نظر آ رہا ہے۔ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ کے پی کے میں اتنے losses ہیں اور سندھ میں اتنے losses ہیں لیکن ابھی اس question میں ماشاللہ کارکردگی اچھی دکھا رہے ہیں۔ اتنے losses ہو رہے ہیں تو پھر ان کو پرافٹ کہاں سے ہو رہا ہے جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا محمد افضل خان۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر بڑا اچھا سوال ہے پرافٹ وہاں سے ہو رہا ہے جہاں پر losses کم ہیں۔460 برانچوں میں سے جیسا کہ میں نے پچھلے سوال کے جواب میں بتایا تھا کہ 212 برانچز loss making ہے اور باقی برانچیں جو ہیں وہ پرافٹ میں ہیں۔اس لیے جن جگہوں پر loans disburse ہو رہے ہیں اور re-payments آ رہی ہیں وہیں سے پرافٹ ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نفیسہ عنایت اللہ خٹک صاحبہ .not present اگلا سوال مہرین رزاق بھٹو صاحبہ۔موجود نہیں ہیں۔اگلا سوال عبدالقہار خان صاحب۔

جناب عبدالقہار خان ودان: سوال نمبر3۔

Mr. Acting Speaker: Answer be taken as read. Supplementary.

جناب عبدالقہار خان ودان: جناب سپیکر صاحب میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ ہمارے جنگلات بالکل آدھے سے زیادہ کٹ گئے ہیں اور یہاں پر already گیس ہے۔کیا وہاں پر گیس دی جاتی ہے یا کیا کوئی منصوبہ بندی ہے؟۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر یہ basically جو سوال کیا گیا تھا یہ سن گیس منصوبہ جو ڈاکٹر ثمرمبارک کے پروگرام میں شامل تھا اور یہ بنیادی طور پر 8898 ملین تقریباً 9 بلین کا یہ پروجیکٹ تھا اور یہ 2009 اور 2010 میں یہ project ECNEC میںapprove ہوا اور 2012 میں اس پر کام شروع کیا گیا اور اس وقت تک 2012 سے لے کر 2017 ہے تقریباً 3713 ملین اس پر خرچ ہوا ہے۔اس رفتار سے تو ذاتی طور پر میں خود بھی مطمن نہیں ہوں کہ اتنا اہم پروجیکٹ جو زمین کے اندر سے کوئلہ کو جلا کر گیس حاصل کرنی تھی اور بنیادی طور پر یہ 100 میگا واٹ بجلی کا بھی پروجیکٹ تھا تو اس حوالے سے یہ بہت ہی slow progress ہے۔-26-09 217 کو وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی زیرصدارت میٹنگ ہوئی ہے جس میں جو پچھلے decisions لیے گئے تھے ان پر implementation کے لیے third-party validation board مقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ اس منصوبے کی رفتار کا بھی جائزہ لیں اور جس طریقے سے اس منصوبے کا جو نقطہ آغاز تھا اس کو تکمیل کرنے کے لیے انتظامات کیے جائیں فنڈز بھی فراہم کیے جائیں۔تو اس حوالے سے تو بہت slow رہا ہے لیکن میرا یہ خیال ہے کہ جس طرح باقی پروجیکٹ پاور سیکٹر میں اور دوسرے سیکٹرز میں 12 سے 14 ماہ میں شہباز شریف صاحب کی محنت اور لگن سے مکمل ہوئے ہیں۔ اسی طرح اس پروجیکٹ کو بھی پایا تکمیل تک پہنچانا چاہیے۔میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک میٹنگ توانائی کی جو ہماری کمیٹی ہے اس میں میں یہ گزارش کروں گا میں سفارش کروں گا recommend کروں گا کہ ایک میٹنگ اور بریفنگ کا اہتمام کیا جانا چاہیے جس میں mover بھی شامل ہوں اور وہ کمیٹی بھی ہو جو اس منصوبے کا thoroughly جائزہ لے اور اس کے delay کا بھی نوٹس لے اور اس کی completion کے لیے بھی اقدامات کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی نعیمہ کشور خان صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: سپیکر صاحب چونکہ اس میں گیس کا ذکر ہے تو گیس کے حوالے سے میں سوال پوچھنا چاہ رہی تھی لیکن یہاں پر کوئی نہیں تو پھر کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی قیصر احمد شیخ صاحب۔

جناب قیصر احمد شیخ: جی جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ بڑا اچھا سوال ہے gasification یہ جو پروجیکٹ ہے اس کو بہت عرصے سے سن رہے ہیں اور اس کی ٹیکنالوجی کے بارے میں سن رہے ہیں کہ اس کی ٹیکنالوجی ٹھیک نہیں ہے۔ یہ مبارک صاحب نے جو دیا تھا ایک obsolete technology ہے۔کیا یہ حقیقت ہے کہ ابھی تک اس کا رزلٹ بھی نہیں نکل سکا اور 9 ارب کی allocation رکھی گئی ہے جس پر منسٹر صاحب نے کہا کہ ساڑھے تین ارب خرچ ہو چکا ہے۔کیا واقعی یہ state of the art technology ہے کیا دنیا میں کسی جگہ already اس ٹیکنالوجی پر کام ہوا ہے اور اس کے رزلٹ کیا ہیں۔جناب منسٹر صاحب یہ بڑی اہم ہے کہ ہمارے تھر کا جو کوئلہ ہے اور اس کو ہم gasification کر سکیں۔لیکن کیا وجہ ہے کہ ہم اتنے عرصے سے کامیاب نہیں ہو سکے۔کوئی باہر کے لوگ بھی اس ٹیکنالوجی پر آنے کو تیار نہیں تھے۔چائنی کا سنا تھا مجھے نہیں پتا کہ اس کا رزلٹ کیا نکلا چائینہ کمپنیوں نے جو کوشش کی تھی کہ یہاں gasification کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: عبدالقہار خان صاحب۔

جناب عبدالقہار خان ودان : جناب سیکرٹری صاحب نے بہت بہترین تجویز پیش کی ہے۔اگر اس سوال کو جو واقعی بہت بڑا منصوبہ ہے اور بہت سے کام اس میں باقی ہیں۔اگر اس کو کمیٹی کے حوالے کر لیں تو یہ صحیح طریقے سے ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ ویسے بھی کمیٹی میں آپ لے جا سکتے ہیں۔

جناب عبدالقہارخان‌ودان: یہ آپ کی recommendations آ جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے proper answer دیا ہے۔

جناب عبدالقہارخان‌ودان: سر وہ بھی کہتے ہیں کہ اس کو وہاں بھیجوا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جی جناب سپیکر میں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ جو اس کی رفتار ہے وہ انتہائی slow ہے اور یہ منصوبہ پایا تکمیل تک پہنچتا نظر نہیں آتا تو اس حوالے سے ایک concerned department اس کمیٹی کو ایک میٹنگ میں اس کی بریفنگ دے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے بھی concerned committee کے ایجنڈے پر آپ لا سکتے ہیں۔اس طرح پھر precedent ہو جاتا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: کیونکہ اس وقت چار سال گزر چکے ہیں 322 ملین کیوبک گیس دستیاب ہوئی اور 9 میگا واٹ کی production آ سکی ہے تو یہ بہت ہی slow رفتار ہے تو اس کے لیے اس کی پرفارمنس دیکھنے کے لیے third-party evaluation and validation کے لیے کمیٹی بنائی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب آپ کا اختیار ہے منسٹری کا اختیار ہے اس کی پرفارمنس دیکھنے کے لیے question بھیجیں کمیٹی کو یہ تو آپ کو اختیار ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: اس پر میں ایک میٹنگ میں خود arrange کروا لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سراج محمد خان صاحب آن سپلیمنٹری۔

جناب سراج محمد خان : شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر۔میرا یہ سوال ہے کہ یہ gasification کے لیے allotment of amount تو ہے لیکن کوئی ان کو پچھلے دو سال میں کوئی فنڈنگ ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی راجہ محمد جاوید اخلاص۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر 2012-13 سے لے کر ابھی 18-217 میں جو سالانہ ترقیاتی پروگرام ہے اس میں 300 ملین کی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: 300 ملین۔next question شگفتہ جمانی صاحبہ،راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب یہ Planning Development کا reply نہیں ہے،وہ ممبر present نہیں ہے لیکن اس کا reply ہمیں نہیں ملا۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو کیا چاہیے؟ راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب یہ سوال نمبر 27کا reply ہمیں نہیں ملا۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: اس کا reply تو میرے پاس موجود ہے۔basically تو یہEconomic Affairs Division کا سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے پاس موجود ہے لیکن ہمارے سیکرٹریٹ کو نہیں ملا۔تو ہمیں نہیں ملا۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: اس کو next rota day پر لے آتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شازیہ مری صاحبہ۔

محترمہ شازیہ مری: درست فرمایا ہے کہ یہ 27کا بھی جواب نہیں ہے اوراس کے بعد جتنے بھی سوالا ت ہیں،اگر آپ ذرا جائزہ لے لیں،کسی کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔آگے میرے بھی دو سوال ہیں ان کے جواب موصول نہیں ہوئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: Planning and Development کے؟

محترمہ شازیہ مری:جی سر۔کوئی بھی جواب موصول نہیں ہوئے جتنے بھی سوالا ت ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ assurance دے رہے ہیں کہ next rota day پر انشاء اللہ کریں گے۔

محترمہ شازیہ مری:سر یہاں پر پوری کتاب شائع ہوئی ہے اور publication ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ٹھیک ہے۔راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب یہ آپ کے پاس reply موجود ہے تو یہ اپنے سٹاف سے پوچھیں ہمیں کیوں نہیں بھیجا۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر اس میں تھوڑی سی confusion تھی کہ basically یہ جواب Economic Affairs Division نے دینا تھا لیکن جواب جو ہمارے پاس آیا ہے اس میں تو جواب یہ nil آیا ہے لہذا ہم نے کیبنٹ ڈویژن کو دوبارہ بھجوایا ہے اس کی تصحیح کیلئے یا proper جواب کیلئے۔لیکن جو جواب آیا ہے اس میں nil ہے کہ کوئی ایسا MoU sign نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: next rota day اس پر اس کا جواب آپ سیکرٹریٹ کو بھیجیں۔شازیہ مری صاحبہ۔

محترمہ شازیہ مری: جناب سپیکر ایوان میں information دیتی چلوں کہ تقریباً 30 سوالات کے جواب نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر بات ہوئی ہے۔

محترمہ شازیہ مری: this is an important sitting ہم اتنے اہم سوال کررہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے،میرے خیال میں آپ نے سنا نہیں ہے۔

محترمہ شازیہ مری: سر میں نے سنا ہے لیکن میں آپ کو پھر بھی on record بتا رہی ہوں کہ 30سوالات، almost thirty questions have not been answered during this sitting of the Session.

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر State Minister for Interior نے assurance دی ہے کہ جن کے replies نہیں بھیجے وہ بھی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام سپیکر: آج اس میں 32ہیں۔میری بات سنیں۔ order in the House please رانا محمد افضل صاحب یہ 62کا جواب بھی آپ کی طرف سے نہیں آیا۔یہ جنید اکبر صاحب کا سوال تھا 62۔

رانا محمدافضل خان: جناب سپیکر یہ ٹرانسفر ہوگیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں ہمیں تو صرف reply not received ہے

رانا محمدافضل خان: سر یہ Capital Administration کو،یہ میرے پاس کاپی ہے جو یہاں پر لیٹر دیاگیا ہے Capital Administration کو ٹرانسفر ہوگیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ نے کس کو بھیجا ہے؟

رانا محمدافضل خان: سر یہ 4 اکتوبر کا لیٹر ہے جو کہ addressedہے ہماری فنانس منسٹری سے to Ministry of Capital Administration and Development Division

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے اس سوال کو accept نہیں کیا۔یہ پوری انکوائری کرکے next rota day پر اس کا جواب آنا چاہیے۔

رانا محمدافضل خان: بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان سے accept کروائیں یا اس کا reply دیں۔ٹھیک ہے۔ next question مسٹر محمد مزمل قریشی صاحب۔

جناب محمد مزمل قریشی: سوال نمبر 64۔

Mr. Acting Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

جناب محمد مزمل قریشی: شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب۔سر میرا سوال یہ ہے کہ جس طریقے سے اورجس تعداد میں قرضے لئے جارہے ہیں اورقرضوں کے باوجود اسحٰق ڈار صاحب کی طرف سےیہ کہا جا رہا ہے کہ economy بہتر ہورہی ہے۔تو کیا یہ درست بات نہیں کہ اس کی بہتری کی وجہ جو قرضے آرہےہیں اس وجہ سے ہیں یا آپ کی کوئی پالیسی نہیں ہے۔یہ قرضے آنے کی وجہ سےہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: رانا محمد افضل خان صاحب۔

رانا محمدافضل خان:جناب سپیکر یہ ایشو بڑا sensitive ہے۔نہ صرف ابھی ہاؤس میں معزز ممبر نے ایک vague statement دی ہے کہ بہت زیادہ قرضے لئے جارہے ہیں۔میری خواہش ہوگی کہ وہ specific statement دیں کہ کون سا قرضہ اورکتنا لیا گیاہے۔میں آج اس ہاؤس میں categorically statement دینا چاہتاہوں کہ ہمارےجو قرضے ہیں وہ 62.5بلین ڈالر ہیں اوریہ TV Talk shows میں بھی اورہر فورم کے اوپر یہ ایک بات کرنے کا طریقہ بن گیا ہے کہ ملک قرضوں میں ڈوب رہا ہے۔ہم Debt Limitation اورFiscal Responsibility Act جو ہے اس کو follow کررہےہیں۔آج بھی ہمارے قرضے ہماریGDP کا جو 61فیصد ہم نے inherit کیا تھا اُسی کیlimit کے اندر ہیں اورانشاء اللہ جب یہ سال close ہوگا ہم اُسی limit کونہ صرف maintain کریں گے بلکہ improve کریں گے۔تو میں بالکل یہ کہوں گا کہ آپ جہاں محسوس

کرتے ہیں کہ قرضے بہت زیادہ لئے گئے ہیں وہاں categorically بتائیں کہ کون سا قرضہ کب لیاگیا اوروہ بہت زیادہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ سہیل منصور صاحب۔آپ دونوں مشاورت کررہےہیں۔علی رضا عابدی صاحب کریں گے یا آپ کریں گے۔دونوں میں سے ایک ہی کرلے۔

خواجہ سہیل منصور: سر! ماشاء اللہ سے دونوں کاروباری لوگ ہیں اورکاروبار سمجھتے ہیں۔لیکن اس میں درج معاملات اس وقت اتنے سنگین ہیں کہ یہاں فنانس منسٹر کا ہونا بہت ضروری ہے یا کم ازکم جو اس کا کوئی واضح جواب دے سکیں۔ہمارے پاس اس وقت 55بلین ڈالر کی import ہوگئی ہے اور20بلین ڈالر کی ہماری export ہے۔35بلین ڈالر کا جوایک بہت بڑا خسارہ آگیا ہے تو اُس کی وجہ سے یہ دِکھ رہا ہے کہ شاید ملک میں ڈالر کس حد تک آگے چلا جائے گا کیونکہ جب آپ کو قرضہ لینا پڑے گا۔لیکن ابھی تک اس کے اوپر کوئی واضح بیان نہ فنانس منسٹر کی طرف سے ہے،نہ کسی محکمے کی طرف سے ہے کہ اس کے سد باب کیلئے کیا کیا جارہا ہے۔35بلین ڈالر کا مطلب یہ ہے کہ 3500 ارب اور اس کی وہ کس طریقے سے کریں گے۔آج بھی import بڑھتی چلی جارہی ہے۔اب اس کی جو reason دی جارہی ہے وہ یہ دیی جارہی ہے کہ چونکہ سی پیک کا جو پروجیکٹ آیا ہے اس کی وجہ سے import بہت بڑھ گئی ہے۔تو سی پیک کا پروجیکٹ آنا خوش آئندبات ہے،اچھی بات ہے لیکن بات یہ ہے کہ یہ جو importاورexport کے اندرdifference ہے اورآپ کے پاس جو اوورسیز پاکستانیوں سے پیسے آرہے تھے اُن کو بھی وہاں سے نکالا جارہاہے اس کا کوئی سدباب نہیں کررہے۔

تو میں یہ ایک سوال بھی کررہا ہوں اوراپنی طرف سے as a businessman اوریہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا disaster ہونے جارہا ہے۔خدانخواستہ اگر ڈالر کی price بڑھی تو ہمیں قرضوں کا کس حد تک خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔عوام پر مہنگائی کا کتنا بوجھ پڑے گا۔تو اس پر میراسوال یہ ہے کہ اس کے اوپرکوئی serious action لیا جارہا ہے یا نہیں لیا جارہا۔یہ واضح بیان کریں

اورFloor پر جو دے رے ہیں اس کو سوچ سمجھ کردیں اوراگر نہیں ہے تو بے شک ابھی نہ دیں۔بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا محمد افضل خان صاحب۔خواجہ صاحب وہ تو بڑے competent ہیں accurate جواب دیتے ہیں۔

رانا محمدافضل خان: جناب سپیکر بہت شکریہ۔پہلے بھی میں نے عرض کیا۔میں پہلے تو ان کے سوال کو clarify کرانا چاہوں گاکہ انہوں نے کہا کہ اوورسیز پاکستانیوں سے remittances کو نکالا جارہاہے۔میں سمجھ نہیں سکا کہاں سے نکالا جارہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں اوورسیز پاکستانیوں کو وہاں سے نکالاجارہاہے،واپس آرہے ہیں۔خواجہ سہیل منصور صاحب۔

خواجہ سہیل منصور: سر بات یہ ہے کہ اوورسیز پاکستانی جو 14بلین ڈالر ہرسالsalary کی مد میں بھیجتے تھے،آج figures اٹھا لیں،main جو لوگ تھے وہ UAE میں،سعودی عرب میں اوران sides پر لیبر طبقہ نوکری کررہا تھا۔آج وہاں سے ان کونکالا جارہاہے لیکن یہ بہرحال اس سے related اس طرح سے نہ لیں۔میں تو اس کا دے رہا ہوں لیکن مجھے اس بات کا جواب دیں کہ 55بلین ڈالر کی import اور20بلین ڈالر export کو کیسےbalance کریں گے،اس کا جواب دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا محمد افضل خان صاحب۔

رانا محمدافضل خان: جناب سپیکر! انہوں نے trade deficit کی بات کی ہے۔بالکل اس کا جواب میڈیا نے بھی دیا ہے،اخباروں نے بھی دیا ہے،اس ہاؤس نے بھی پہلے دیا ہے،میں آج پھر دے دیتا ہوں کہ ہماری جو import ہورہی ہے CPEC related جس میں مشینری کی import ہے وہ اس کی وجہ سے ہماری import کے figures بڑھ رہے ہیں اوران کی جو payment ہورہی

ہے وہ outside Pakistan ہورہی ہے۔اوروہ ہماری FDI میں اس وقت تک showنہیں ہورہے کیونکہ ان companies کی جو پاکستان میں investment کررہی ہیں ان کی balance sheet میں وہ end of the year پر وہ closing figures آئیں گے۔جب وہ figures آجائیں گے،اگر اتنے پیسے پاکستان سے باہر جارہے ہوتے تو آپ کے آج 20ارب ڈالر کے reserves نہ ہوتے۔جب 2008ء کی گورنمنٹ change ہوئی تو آپ کے پاس 8ارب ڈالر کے reserves تھے۔جب 2013ء میں ہم نے گورنمنٹ لی تو 8ارب کے reserves تھے آج اتنے deficit،اتنی import کے باوجود آج کے دن میں بھی تقریبا 20ارب کے reserves موجود ہیں،تو کوئی یہاں پر خدانخواستہ ایسی چیز نہیں ہورہی،وہ جو investment آرہی ہے سی پیک میں،وہ صرف reflect نہیں ہورہی۔اس کی import reflect ہورہی ہے۔تو آپ کا جو balance of payments ہے وہ real balance of payments بالکل درست ہے اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان کےاندر reserve آج بھی intact ہیں۔

اور میں آپ کو اور بھی figures دینا چاہتا ہوں۔جناب سپیکر ہماری جو total interest repayment ہے وہ ہماری GDP کا 33% تھا 2012-13ء میں۔آج جو ہماری interest repayment on loan ہے جس کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ جی loans بہت لے لئے، ملک ڈوب رہاہے وہ 33 پرسنٹ سے کم ہوکر 27 پرسنٹ پر آگئی ہے۔ہمارے اس first quarters کے جو figures ہیں، ہماری ایکسپورٹس 20 پرسنٹ سے بڑھی ہیں۔ ہمارے remittances overseas Pakistanis کے 15 سے 20 پرسنٹ بڑھ گئے ہیں۔انشا ءاللہ یہ trend جو تھا ایک period میں آیا تھا downward slide کا۔وہ اب reverse ہورہا ہے اور انشاء اللہ we rest assured تو are having positive economic figures in all areas. that Pakistan is stable اور یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے dooms day scenario اور ٹی وی ٹاک شو ز میں بات کرکے کہ جی پاکستان شاید ایک ناکام ریاست کی طرف جارہا ہے۔آپ remittances کو بھی روک دیتے ہیں۔Investments کو بھی روک دیتے ہیں۔Figures اور

statistics کو دیکھیں۔جب ہم نے گورنمنٹ take over کی تھی۔اس سے آج ریزرو ڈبل ہیں۔ اور PSDP جو حکومت کا ہوا کرتا تھا۔وہ تین گنا بڑھ چکا ہے۔تو شکر کریں،الحمدللہ کہ پاکستان stable ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی خواجہ سہیل منصور صاحب۔ویسے یہ تین ممبران کا ٹائم آپ لے چکے ہیں۔

خواجہ سہیل منصور : سر! معذرت کے ساتھ،سوال اتنا اہم ہے کہ پورا ملک stake پر لگا ہوا ہے۔میں ان کی عزت کرتا ہوں۔میں اس بات کو جھٹلانے کی بات نہیں کررہا۔لیکن خدارا اس figure کو منگوالیجئے سٹیٹ بینک سے،یہ جو کہہ رہےہیں کہ سی پیک کی payment out of Pakistan ہوگی،جب letter of credit کھلتا ہے تو اس کی payment آپ کو اسی وقت ڈالرز میں کرنی پڑتی ہے۔آپ 14 بلین ڈالر کی بات کررہے ہیں۔آپ کے سٹیٹ بینک کی سٹیٹمنٹ ہے جو written میں میرے پاس موجود ہے۔اس میں دس بلین آپ کے پاس موجود ہیں اور دو بلین per month کی آپ کی امپورٹ کی پے منٹس ہیں۔یہ خدارا غلط figures نہ دیں۔ میں کسی گورنمنٹ کو یا ان کو criticize نہیں کررہا۔میں ملکی معیشت کی بات کررہا ہوں اور جو ہولناک چیز میں دیکھ رہا ہوں۔وہ میں اسمبلی میں بیٹھ کر اپنے ممبران کو یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خود پڑھ لیں۔اگر میں غلط ہوں تو آج کے بعد میں سوال نہیں کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی رانا محمد افضل خان صاحب۔

رانا محمد افضل خان: سر میں معزز رکن کو assure کرنا چاہتا ہوں اور میں appreciate کرتا ہوں کہ ان کا concern ہے کہ پاکستان کی اکانومی stable ہو۔ان کا concern ہے کہ پاکستان ایک مضبوط ریاست بن کر سامنے آئے۔یہ بڑی admirable concerns ہیں،لیکن میں assure کرتا ہوں کہ وہ LCs china to china کھل رہی ہیں۔وہ پاکستان سے نہیں کھل رہیں

اور اس کی payment پاکستان سے route نہیں ہورہیں۔یہی وجہ ہے کہ imports تو ہماری books میں show ہورہی ہیں اور payment show نہیں ہورہی۔

جناب قائم مقام سپیکر : ڈاکٹر فہمیدہ مرزا صاحبہ۔

ڈاکٹر فہمیدہ مرزا : شکریہ سپیکر صاحب۔بہت لائق ہیں ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔اور میں نے دیکھا ہے کہ وہ بڑی محنت بھی کرتے ہیں۔اچھا ہوتا کہ ان کو منسٹر بنا دیا ہوتا تو شاید کافی چیزوں کے جواب ملتے۔آج under pressure جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں میں ان سے اتفاق تو نہیں کرتی۔ کیونکہ جو figures کی بات ہورہی ہے،یقیناً جو books دکھا رہی ہیں۔جو خواجہ سہیل صاحب کا سوال تھا،وہ میں سمجھتی ہوں کہ بہت ہی relevant تھا۔جب آپ کی trade deficit اتنی بڑھی ہے اور آپ بار بار ایک ہی چیز کو کہہ رہے ہیں،وہ کس طرح آپ کم کررہے ہیں،کس طرح آپ کی ایکسپورٹ بہتر ہوگی۔کیا ریجن میں،کیونکہ یہ بہت بڑا ٹریڈ ہے اس کو آپ کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کرسکتے۔جو figures آپ بتا رہے ہیں جو فارن ایکسچینج بھی بہتر ہورہی ہے۔یہ سب کچھ نظر آرہا ہے اور یہ پتہ ہے کہ پہلے بھی figures کے ساتھ جس طرح forgery کی گئی تھی،بہر حال یہ trade deficit کیسے کم کریں گے۔ریجن میں افغانستان کے ساتھ بھی ایشو ہے۔انڈیا کے ساتھ بھی ہے۔ایران کے ساتھ بھی ہم پر پریشر ہے۔تو یہ کیسے کریں گے؟ اور کیا آپ devaluation کی طرف جارہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : رانا محمد افضل صاحب۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! Categorically statement دوں گا کہ devaluation بالکل under consideration نہیں ہے۔ہمارے ایران کے ساتھ بھی بہت بہتر تعلقات ہیں اور improve ہورہے ہیں،افغانستان کے صدر چند دنوں یا ہفتوں میں پاکستان تشریف لانے والے ہیں۔وہاں پر بھی حالات بہتر ہورہے ہیں۔میں admit کرتا ہوں کہ یہ جو books میں trade deficit reflect ہورہا ہے یہ ایک phenomena ہے جو پچھلے پانچ چھ

مہینے میں ایک massive import of equipment کی وجہ سے ہواہے اور وہ CPEC related ہے۔اور وہ decline کرگیا ہے اور وہ اگلے دنوں میں اور decline کرجائے گا اور جب ان کمپنیوں کی balance sheets آئیں گی اور وہ اس کے اندر اپنی show imports کریں گے کہ ہم نے مشینری امپورٹ کرلی ہے اور وہ پاکستان کی books میں reflect ہوگی تو یہ بھی trend reverse ہوجائے گا۔اگر اتنا پیسہ امپورٹ پر پاکستان نے pay کیا ہوتا تو ہمارے reserves ختم ہوجاتے۔لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے reserve آج بھی 20 ارب ڈالر پر کھڑے ہیں۔اور جب ہم نے یہ حکومت take over کی تھی،تو آٹھ ارب ڈالر تھے۔تو میں سمجھتا ہوں کہ Pakistan financially is absolutely stable ہماری کسی rating agency نے rating کم نہیں کی ہے ہماری وہی ratings ہیں جو improved ratings ہیں۔اور انشاء اللہ پاکستان میں کوئی ایسا economic problem نہیں ہے جس پہ ہمیں worry کرنا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی علی رضا عابدی صاحب۔یہ ایک important question ہے اور آپ بزنس مین ہیں،لیکن to the point۔

سید علی رضا عابدی : بہت بہت شکریہ سر۔جو پچھلے چار سال میں اسحٰق ڈار صاحب کی policies کے ساتھ جوnumbers کی juggling ہوئی ہے اس کا رزلٹ اب سامنے نظر آرہا ہے بہت واضح طور پر۔میرے خیال میں ہمارے پاس اگلے تین مہینے تک کا،import bill serve کرنے کیلیے پیسہ ہے او راگر سی پیک سے ہمیں 57 ارب ڈالر مل رہا ہے تو ابھی ہمارے پاس جو امپورٹ کا بل ہے وہ بھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : ایک منٹ عابدی صاحب۔order in the House please خالد مگسی صاحب،لغاری صاحب ذرا تشریف رکھیں۔مہربانی کریں،جو پیچھے ممبر صاحبان کھڑے ہیں وہ اگر لابی میں جاکر میٹنگ کریں تو مہربانی ہوگی۔ڈوگر صاحب مہربانی کرکے اپنے دوستوں کو بھی کہیں لابی میں تشریف لے جائیں۔ جی مہربانی۔جی علی رضا عابدی صاحب۔

سید علی رضا عابدی: سر! تو میں یہی کہوں گا کہ میں sympathize کرتا ہوں رانا صاحب کے ساتھ کہ اس پوزیشن میں اب ان کو سنبھالنا پڑ رہا ہے۔53 بلین ڈالرز کی مشینری ہم نے امپورٹ کی ہے اور کرنی ہے۔اور 57 بلین ڈالر ہمیں چائنہ سے آنے ہیں،ابھی تک اس کا کوئی پتہ نہیں ہے۔

دوسرا in addition to that economic sanctions کی بات ہورہی ہے from the United States of America اب اس پر رانا صاحب کے پاس کیا پلان ہے کہ کس طرح contingency یہ develop کریں گے اور کس طرح bailout کریں گے کہ اگر وہاں سے economic sanctions ہم پر لگتی ہیں۔کہا تو یہ جارہا ہے کہ ہم شاید،ایران،ترکی، روس اور چین سے کچھ مدد لے لیں گے۔لیکن جو آئی ایم ایف سے ملنے کےلئے اور ورلڈ بینک سے ملنے کےلئے احسن اقبال صاحب گئے ہوئے ہیں وہاں پر اس کانفرنس میں۔تو ان کو جانا چاہیے تھا سر،یہ زیادہ بہتر numbers جانتے ہیں۔او راس کے ساتھ یا تو فنانس کے حوالے سے مفتاح صاحب کو جانا چاہیے تھا میں سمجھتا ہوں۔لیکن احسن اقبال صاحب وہاں چلے گئے۔تو اب کیا ہورہا ہے۔کیا کوئی نیا bailout package بنایا جارہا ہے۔اس کے بارے میں بھی ہم کو بتانا چاہیے اور یہ جو خاص طور economic sanctions کی بات ہورہی ہے اس کے بارےمیں is the ministry ready or not?

جناب قائم مقام سپیکر : Bailout package deficit کے حوالے سے آپ بات کررہے ہیں؟

سید علی رضا عابدی : میں package جو آئی ایم ایف کی طرف سے bailout package ہے،اسکی بات کررہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی رانا محمد افضل خان صاحب۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ جناب سپیکر۔پہلے تو میں اس چیز پر protest کروں گا۔کہ انہوں نے یہاں ہاؤس کے فلور پر کہا کہ اسحٰق ڈار صاحب نے figures میں کوئی management کی

jugglery کی۔یہاں اس ہاؤس کی ساری پارٹیوں کے ممبران فنانس کمیٹی کے ممبران ہیں۔اور بالکل اگر ان چیزوں میں کوئی jugglery of figures ہوئی ہیں تو ان کےلئے وہ فورم کھلا ہے۔آج question hour میں یہ statement دینا کہ jugglery ہوئی ہے۔یہ highly میں کہوں گا not acceptable کہ آپ کے پاس اگر jugglery of figures ہیں تو آپ اتنے competent ہیں کہ اس کو فورم پر specifically آپ اٹھائیں کہ یہ figures غلط ہیں،اور اس پر آپ ڈبیٹ کریں، کمیٹی میں کریں،ہاؤس میں کریں۔لیکن یہ sweeping statement جو دینی ہے یہ unacceptable ہے it is not acceptable دوسری بات انہوں نے کی کہ پاکستان پر economic sanctions لگ رہی ہیں۔کیوں economic sanctions لگ رہی ہیں؟اگر انڈیا بلوچستان کے اندر کوئیproblem create کرتا ہے۔یا گلگت بلتستان جو 70 سال سے پاکستان کے اندر ہے وہ CPEC related ان کی جو دشمنی ہے پاکستان کے ساتھ،وہ عیاں ہوگئی ہے۔ سی پیک گلگت بلتستان سے شروع ہوتا ہے اور گوادر بلوچستان تک جاتا ہے تو ہمیں یہ اس چیز کی سمجھ ہے اور ہمارے Foreign Minister نے امریکہ کے اندر ایک بہترین پاکستان کی نمائندگی کی اور اس کے result آرہے ہیں آج امریکہ کا ایک delegation پاکستان میں آرہا ہے اور وہ جو ایک گرمی یا تلخی تھی وہ dilute ہوکے ایک working relationship میں امریکہ کے ساتھ convert ہوچکی ہے پچھلے چند دنوں کے اندر اور یہ انہوں نے کہا کہ جی sanctions لگ گئیں تو کیا ہو گا اب آپ دیکھیں کہ ان چار سال کے اندر ہمارا revenue اپنے جس کو کہتے تھے FBR میں کرپشن ہے یہ ہے وہ اسی FBR نے تقریباً 80% increase کی ہے پاکستان کے اندر سے revenue collection میں اس سال پانچواں سال ہم close کریں گے تو انشاء اللہ وہ ڈبل ہو جائے گا آپ کا development outlay جو ہے وہ تین گنا ہوگیا ہے جب ہم نے take over کیا تھا تو وہ 6 سو ارب کے قریب تھا آج 16, 17 سو ارب کا development outlay ہے تاہم اپنی خود انحصاری اور پاکستان ایک الحمدللہ economic indicators دنیاappreciateکر رہی ہے ہماری اگر ایسی خطرناک بات ہوتی تو سب سے پہلے rating

agencies ہماری rating کو down کرتی آج تک کسی rating agency نے ہماری rating کو downنہیں کیا۔شکریہ جناب سپیکر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی بہت شکریہ۔نیکسٹ کویسچن شمس النساء صاحبہ،نیکسٹ کویسچن شمس النساء صاحبہ۔

محترمہ شمس النساء : شکریہ سپیکر صاحب۔سوال نمبر66۔

جناب قائم مقام سپیکر : اس پہ پانچ question لیے ہیں نومنٹ سے زیادہ ٹائم ان کو دیا ہے یہ running commentaries نہ کیا کریں مہربانی کریں۔باقی ممبرز جنہوں نے اتنی محنت سے یہ questions لائے ہیں ان کو ا گر موقع نہ ملے، کسی چیز کو تو مان لیا کریں۔جی شمس النساء صاحبہ۔

محترمہ شمس النساء : جی شکریہ 66نمبر۔

Mr. Acting Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

محترمہ شمس النساء : جی میرا سوال ہے کہ مالیاتی خسارہ مارچ2012 اور 2013 میں پچھلی حکومت کتنا خسارہ چھوڑ کر گئی تھی میں اس لئے پوچھ رہی ہوں کہ realistic comparison ہوسکے کہ آپ نے کتنی،آپ کتنی improvement لائے ہیں 8.2% تو وہ ہیں جو گردشی قرضوں جیسے بڑے اخراجات آپ کے حکومت کرنے کے بعد ہوئے ہیں۔اور دوسرا یہ کہ اخراجات کی نگرانی کیسے کی جا رہی ہے اور نیز یہ کہ کتنے نئے tax payer شامل کیے گئے ہیں پچھلے چا ر سالوں میں۔ اکثر نئے ٹیکس لگا کر زیادہ revenue دکھایا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی رانا محمد افضل خان صاحب۔

رانا محمد افضل خان : شکریہ جناب سپیکر۔جناب سپیکر یہ جو سوال ہے question No. 66 اس میں محترمہ کا جو سوال تھا وہ تو بالکل GDP سے related تھا جو GDP growth ہمارا جو fiscal deficit تھا وہ جب ہم نےtake over کیا وہ 8.2% of GDP تھا اس وقت جو ہمارا ٹارگٹ جو ہے وہ 4.5% کے قریب ہے تو ہم اس کو انشاء اللہ reduce کر رہے ہیں and we are on target انشاء اللہ۔ Revenue collection اور اس کا خسارے کو کم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ کی exports بڑھ جائیں،آپ کے remittances بڑھ جائیں،آپ کے expenditures،آپ کے جو imports ہیں وہ کم ہوجائیں تو ان تمام شعبوں کے اندر کام ہو رہا ہے حکومت نے export کو boost کرنے کے لئے package دیا ہے 180 million Rupees کا اس package کے results آنا شروع ہوگئے ہیں اور یہ پہلا quarter ہے جہاں ایک reversal آیا ہے جہاں 20% exports بڑھی ہیں remittances بھی بڑھے ہیں اور پاکستان کے اندر اگر ہم ایک peaceful political atmosphere لانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور یہ ساری پارٹیوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے توہمارے remittances اور بڑھ جائیں گے اس ملک میں foreign direct investment اور بڑھ جائے گی یہ ملک جو ہے اچھی خبر یہاں سے جا ئے گی تو آپ کا tourism بھی بڑھ جائے گا اس سے بھی آپ کی economy strong ہوگی۔تھینک یو سر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی بہت شکریہ۔جی نیکسٹ کویسچن ڈاکٹر نفیسہ شاہ صاحبہ، موجود نہیں ہیں۔ میں،میں، میں دیتا ہوں۔جی .Order in the House please یہ جی اب یہ running commentariesسے تو ذرا، جی مجھے پتہ ہے میرے سامنے ہے کتاب۔جی رانا صاحب یہ mover تو موجود نہیں ہیں لیکن یہ reply receive نہیں ہوا اس کا بھی۔

رانا محمد افضل خان : میں جناب سپیکر معذرت خواہ ہوں مجھے ویسے کل briefing میں یہ جواب آگیا تھا ہم submission میں لیٹ ہوگئے ہیں میں اگر اجازت دیں تو next Rota day کے لئے۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیںnext وہ mover موجود ہیں next اس پہ آپ اس کو ہمیں بھیج دیں۔

جی نیکسٹ کویسچن شاہد ہ رحمانی صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رحمانی : شکریہ جناب سپیکر! سوال نمبر70۔

Mr. Acting Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

محترمہ شاہدہ رحمانی : جی میرا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : انٹیریئر کے سوالات جو ہیں وہ نیکسٹ روٹا ڈے کے لئے انہوں نے ریکویسٹ کی ہے اس پہ۔جی شاہدہ رحمانی صاحبہ۔

جناب قائم مقام سپیکر :محترمہ شاہدہ رحمانی صا حبہ۔

محترمہ شاہدہ رحمانی : جی میرا سپلیمنٹری سوال ہے CPEC کے حوالے سے جو جو اب دیا گیا ہے کہ ہم تمام ماحولیاتی تحفظ کے اداروں سے اجازت لیتے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس میں کوئی projectان کا approval ہوا ہے یا reject بھی ہوا ہے اس کے علاوہ ان پروجیکٹ کے لگنے سے آلودگی میں کتنا اضافہ ہو گا کیونکہ اس کے اندر زرعی زمینیں cultivate ہو رہی ہیں درخت کاٹے جا رہے ہیں پہلے ہی پاکستان جو ہے climate change کے حوالے سے بہت زیادہ متاثر ہو رہا ہے تو حکومت نے کتنا پابند کیا ہے کہ کتنے درخت لگائے جا رہے ہیں،کیا solar system لگایا جارہا ہے ان پروجیکٹ کے لگنے سے جو ہماری زرعی زمینیں آلودگی سے متاثر ہو رہی ہیں، وہ کتنی ہو رہی ہیں۔شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر :راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص : جناب سپیکر پاکستان کے اندر جتنے بھی projects لگ رہے ہیں چاہیے وہ CPEC کے حوالے سے ہوں یا ہمارے اپنے PSDP کے project ہوں یہ mandatory ہے کہ اس میں environmental protection کے جو rules اور procedure ہے اس کی approval کے بغیر اس کو ensure کیے بغیر کوئی بھی project ECNEC سے approve نہیں ہوتا تو اس حوالے سے میں فاضل رکن کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ خاص طور پر جو coal projects اور projects لگائے جا رہے ہیں اس میں پاکستان کے اندر جو ہے یہ super critical جو technology ہے وہ استعمال کی جارہی ہے اور اس کو ensure کیا جا رہا ہے لہذا ان کے جو خدشات ہیں وہ اس وقت میں سمجھتا ہوں اس پہ حکومت جو ہے اس پہ already focus کیے ہوئے ہیں اور ایسا کوئی project نہیں لگ رہا جس سے پاکستان میں environmental pollution پیدا ہو اور مسائل پیدا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی شیخ رشید احمد صاحب سوال کرنا چاہتے تھے رانا صاحب سے جی کرلیں۔

شیخ رشید احمد : شکریہ جناب سپیکر۔ملک کے جو معاشی حالات ہیں اور جس قسم کے serious financial threats ہیں جس میں IMF اور ورلڈ بنک نے پاکستان کے وزیر خزانہ کو receive کرنے سے انکار کر دیا ہے کیونکہ ان پر فرد جرم لگ چکی ہے money laundering کی اور کرپشن کی۔کیا نیا کوئی وزیر خزانہ اگر وزیراعظم صاحب تک چوہدری نثار صاحب وہ میرے گاؤں کے ہیں یہ بات پہنچا سکیں کہ پاکستان کا سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں شیخ صاحب یہ تو relevant نہیں ہے۔

شیخ رشید احمد :اوکے سر۔Last my request is کہ its a very serious meeting going on for the financial life of Pakistan and they have refused to accept وزیر خزانہ اسحٰق ڈار as a Finance Minister. Is government ready to send somebody a new face which is acceptable to World Bank and IMF.

جناب قائم مقام سپیکر : جی رانا محمد افضل خان صاحب۔

رانا محمد افضل خان :سر! محترم شیخ رشید صاحب بڑے senior parliamentarian ہیں ان کو اگر یہ نہیں پتہ کہ کوئی دوسرے حکومت refuse نہیں کرسکتی کہ ہم کس کو Foreign Minister بناتے ہیں۔کسی دوسری ملک کا یہ right نہیں ہے کہ وہ یہ کہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : پہلے کی فنانس کی بات۔۔

رانا محمد افضل خان : یہ گورنمنٹ کا prerogative ہے کہ وہ کس کو Foreign Minister بناتی ہے یہ اس اسمبلی کا right ہے کہ وہ کس کو Finance Minister بناتی ہے اور فنانس منسٹر جو ہیں وہ کام کررہے ہیں ان کو کسی نے جانے سے refuse نہیں کیا۔پچھلے سال جو World Bank کی consultative meeting تھی اس پہ بھی وہ نہیں گئے تھے ہمارے سیکرٹری گئے تھے۔اس سال بھی ہمارے سیکرٹری جا رہے ہیں تو کوئی یہ اس قسم کی افواہوں سے اگر آپ پاکستان کو ایک destabilize کر نا چاہتے ہیں تو یہ آپ کی خواہش تو ہوسکتی ہے لیکن پاکستان کے عوام ایسا نہیں ہونے دیں گے۔

ANNOUNCEMENT REG: PRESENCE OF THE UNDER 15 FOOTBALL TEAM OF PAKISTAN IN THE VISITORS GALLERY

Mr. Acting Speaker: Thank you. Question Hour is over. Announcement: Now, may I have attention of the honourable members. It is for the information of the House that Under-15 Foot Ball Team of Pakistan one Gold Medal for country in Colombo. They are sitting in Visitors Gallery. We welcome them. Leave applications:-

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Acting Speaker: Syed Kazim Ali Shah has requested for the grant of leave from 2nd to 6th October, 2017 due to personal reasons. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Mr. Muhammad Hamza Shahbaz Sharif has requested for the grant of leave for the whole current Session. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Mr. Nasir Iqbal Bosal has requested for the grant of leave from 3rd to 9th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Ms. Shazia Sohail Mir has requested for the grant of leave from 3rd to 11th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Chaudhry Muhammad Munir Azhar has requested for the grant of leave for 4th and 9th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Mr. Muhammad Khan Daha has requested for the grant of leave for 5th, 6th and 11th October, 2017 due to personal reasons. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Col. (Retd) Amirullah Marwat has requested for the grant of leave for 6th October, 2017 due to personal reasons. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Sardar Ashiq Hussain Gopang has requested for the grant of leave for 6th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Rana Shamim Ahmed Khan has requested for the grant of leave for 5th and 6th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Chaudhry Mahmood Bashir Virk has requested for the grant of leave for 9th October, 2017 due to personal reasons. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Mehar Ishtiaq Ahmad has requested for the grant of leave for 9th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Ms. Shazia Marri has requested for the grant of leave for 2nd and 3rd October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Mir Shabbir Ali Bijarani has requested for the grant of leave from 9th to 13th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Ms. Saman Sultana Jafri has requested for the grant of leave for 9th and 10th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Ms. Asiya Naz Tanoli has requested for the grant of leave for 10th and 11th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Dr. Zulfiqar Ali Bhatti has requested for the grant of leave for 11th October, 2017, due to personal reasons. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Mr. Nasir Khan has requested for the grant of leave from 11th to 13th October, 2017, due to personal reasons. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Sardar Kamal Khan Chang has requested for the grant of leave from 11th October, 2017 till the conclusion of the Session due to personal reasons. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Mr. Ramesh Lal has requested for the grant of leave for 9th and 10th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Mr. Abdul Waseem has requested for the grant of leave for 10th October, 2017, due to personal reasons. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Dr. Imran Khattak has requested for the grant of leave for 10th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Kanwar Naveed Jameel has requested for the grant of leave for 9th and 10th October, 2017, due to personal reasons. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Syed Ali Raza Abidi has requested for the grant of leave for 6th, 9th and 10th October, 2017, due to personal reasons. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Mst. Kiran Imran Dar has requested for the grant of leave for 3rd and 10th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Mr. Jamshaid Ahmad Dasti has requested for the grant of leave for 6th, 9th and 10th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Faqir Sher Muhammad Bilalani has requested for the grant of leave for 9th and 10th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Mr. Sajid Mehdi has requested for the grant of leave from 2nd to 6th October, 2017, due to visit abroad. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Dr. Nisar Ahmad Jatt has requested for the grant of leave for 5th, 6th and 9th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Syed Muhamamd Asghar Shah has requested for the grant of leave from 9th to 13th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Ms. Saira Afzal Tarar, Federal Minister for National Health Services, Regulations and Coordination, has informed that she would not be able to attend the Session from 9th to 12th October, 2017, due to official engagements.
(For Information).

Mr. Acting Speaker: Dr. Muhammad Azhar Khan Jadoon has requested for the grant of leave for 10th October, 2017. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Acting Speaker: Item No.3 Calling Attention Notice.

(مداخلت)

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں جی کوئی Point of Order نہیں ہے۔کل Leader of the Opposition نے بھی take up کیا تھا،شاہ محمود قریشی صاحب نے بھی یہ بات کی تھی اور صاحبزادہ طارق اللہ صاحب خود موجود تھے۔Matters other than Points of Ordersسے پہلے اب Point of Order نہیں ملے گا۔رولز پڑھ لیں،رولز کے مطابق اگر کسی کا بنتا ہے تو میں دینے کے لئے تیار ہوں۔Item No.3 Ms. Shakila Luqman to move item No.3 نہیں شیخ صاحب کل یہاں جو باتیں کی گئیں۔نہیں اس کے بعد۔ Matters other than Points of Orders پہ بات کریں۔ویسے دے دیں جی۔

CALLING ATTENTION NOTICE REG: EXPLOITATION OF POOR STREET VENDORS BY THE EMPLOYEES OF CDA IN THE NAME OF SURPRISE INSPECTIONS OF MARKETS IN ISLAMABAD

Ms. Shakila Luqman: Sir, I invite attention of the Minister for Interior to a matter of urgent public importance regarding exploitation of poor street vendors by the employees of Capital Development Authority in the name of surprise inspections of markets in Islamabad, causing grave concern amongst the public.

جناب قائم مقام سپیکر: کیڈ کے منسٹر کی جگہ کون اس کو reponse کرے گا۔شیخ آفتاب احمد صاحب۔جی فرحانہ قمر صاحبہ آپ نے اس کی request کی تھی۔وہ last کی تھی۔آپ کا تو ہے ہی

last میں۔یہ طارق فضل چوہدری صاحب کا CADD کا ہے۔میاں ریاض حسین پیرزادہ صاحب یہ شیخ آفتاب بھی یہیں موجود تھے۔یہ ان کو کہیں کہ منسٹری سے کوئی آئے اور اس کالنگ اٹیشن نوٹس کاابھی جواب دیں۔ یہ آئٹم نمبر 3 ہے جی۔Interior کا ہے جی

Mr. Asad Umar, Chairman Standing Committee on Industries and Production to move Item No.4

PERIODICAL REPORT OF THE STANDING COMMITTEE ON INDUSTRIES AND PRODUCTION, FOR THE PERIOD JANUARY – JUNE, 2017

Mr. Asad Umar: Sir, I present the Periodical Report of the Committee for the period January – June, 2017, as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007.

Mr. Acting Speaker: The Periodical Report of the Committee for the period January – June, 2017, as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007 stands presented.

Mr. Acting Speaker: Item No.5. Syed Naveed Qamar to move item No.5 Chairman Standing Committee on Railways.

PERIODICAL REPORT OF THE STANDING COMMITTEE ON RAILWAYS, FOR THE PERIOD JANUARY – JUNE, 2017

Syed Naveed Qamar: Sir, as Chairman Standing Committee on Railways, I present the Periodical Report of the Committee for the period January – June, 2017, as required by rule 234-A of the

Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007.

Mr. Acting Speaker: The Periodical Report of the Committee for the period January – June, 2017, as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007 stands presented.

Mr. Acting Speaker: Shaikh Rohale Asghar, Chairman Standing Committee on Defence, Item No.6

سٹینڈنگ کمیٹی ڈیفینس کا کوئی اور آنریبل ممبر ہے۔رانا حیات صاحب آپ move کر دیں۔ Item

On behalf of the Chairman Standing Committee کر دیں No.6 move

on Defence۔جی move کریں۔

PERIODICAL REPORT OF THE STANDING COMMITTEE ON DEFENCE, FOR THE PERIOD JANUARY – JUNE, 2017

Rana Muhammad Hayat Khan: Sir, on behalf of Chairman Standing Committee on Defence, I present the Periodical Report of the Committee for the period January – June, 2017, as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007.

Mr. Acting Speaker: The Periodical Report of the Committee for the period January – June, 2017, as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007, stands presented.

جناب قائم مقام سپیکر: علی محمد خان صاحب۔

انجینئر علی محمد خان ایڈووکیٹ: جناب سپیکر! عوام کا حق ہے یہاں پہ۔ایک پاکستانی کو سعودی عرب میں شیر کے آگے ڈال دیا گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈپٹی سپیکر: ان کا جی مائیک بند کریں۔روحیل اصغر صاحب انہوں نے move کر دیا ہے۔رانا صاحب نے move کر دیا ہے۔ Item No.7 Capt. (Retd.) Muhammad Safdar to move item No.7 جی علی محمد خان صاحب کا مائیک کھولئے۔ جی آپ Point of Order پہ کیا کہہ رہے ہیں۔

انجینئر علی محمد خان ایڈووکیٹ: او میرے بھائی میری بات سن لو۔ایک پاکستانی،ایک منٹ کہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو ٹائم دیں گے۔مائیک بند کریں جی۔ Item No.7 Capt. (Retd.) Muhammad Safdar to move item No.7 رانا صاحب item No.7 move کریں جی۔

(مداخلت)

PERIODICAL REPORT OF THE STANDING COMMITTEE ON INFORMATION TECHNOLOGY AND TELECOMMUNICATION, FOR THE PERIOD JANUARY – JUNE, 2017

Rana Muhammad Hayat Khan: Sir, on behalf of Chairman Standing Committee on Information Technology and Telecommunication, I present the Periodical Report of the Committee for the period January – June, 2017 as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007.

جناب قائم مقام سپیکر: علی محمد خان صاحب کا مائیک کھولیں جی۔رانا محمد حیات خان صاحب۔ علی محمد خان صاحب کا مائیک بند کریں جی۔

انجینئر علی محمد خان ایڈووکیٹ: بہت شکریہ،بہت شکریہ۔بڑی مودبانہ عرض ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: علی محمد خان صاحب کا مائیک بند کریں جی۔

Mr. Acting Speaker: The Periodical Report of the Committee for the period January – June, 2017, as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007 stands presented.

جناب قائم مقام سپیکر: آئٹم نمبر 8 سراج محمد خان صاحب۔ کل Leader of the Opposition نے اور شاہ محمود قریشی صاحب نے اس ہاؤس میں کہا۔میں نے آپ کو کہا بھی کہ آپ کوٹائم دوں گالیکن آپ چیئر کو dictate نہیں کر سکتے جی سراج محمد خان، Chairman Standing Committee on Commerce and Textile to move Item No. 8, علی محمد خان صاحب کا مائیک کھولیں۔Quorum point out کرتےہیں کریں۔

POINT OF ORDER REG: THE QUORUM POINT OUT

انجینئر علی محمد خان ایڈووکیٹ: ڈپٹی سپیکر صاحب، I want to point out the quorum because…

جناب قائم مقام سپیکر: .Count be made مائیک بند کریں۔ تشریف رکھیں۔ Quorum point out کرنے کے بعد تقریر نہیں ہوتی۔ تشریف رکھیں۔

(گنتی کی گئی)

Mr. Acting Speaker: The House is in order. Mr. Siraj Muhammad Khan Sahib to move Item No.8.

PERIODICAL REPORT OF THE STANDING COMMITTEE ON COMMERCE AND TEXTILE, FOR THE PERIOD JANUARY – JUNE, 2017

Mr. Siraj Muhammad Khan: Thank you Deputy Speaker, I, Chairman Standing Committee on Commerce and Textile present the Periodical Report of the Committee for the period January - June, 2017 as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007.

Mr. Acting Speaker: The Periodical Report of the Committee for the period January - June, 2017 as required by rule 234-A of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007 stands presented.

Mr. Acting Speaker: Item No.9 Dr. Fehmida Mirza Sahiba,

ڈاکٹر فہمیدہ مرزا صاحبہ، Leader of the Opposition نے ڈیبیٹ شروع کرنی تھی۔

ڈاکٹر فہمیدہ مرزا: کیوں کہ پی اے سی کی میٹنگ چل رہی ہے تو Probably he is there. May be اگلے سیشن میں لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Ok, Item No. 11, Dr. Fehmida Mirza Sahib to move Item No. 11, Calling Attention Notice. اس کے بعد Point of Order

CALLING ATTENTION NOTICE REG: STEEP RISE IN THE CASES OF BREAST CANCER IN THE COUNTRY

ڈاکٹر فہمیدہ مرزا: شکریہ سپیکرصاحب۔ سب سے پہلے ہماری youth فٹ بال ٹیم جو gold medal لے کرآئی ہے under 15 میں ان کو خراج تحسین بھی پیش کرتی ہوں اور مبارکباد بھی دیتی ہوں۔ ہمارے لیے بڑا فخر ہے کہ ہماری یوتھ زیادہ سے زیادہ پڑھائی کے ساتھ سپورٹس میں

I would like to invite کرےاور اپنے ملک کا نام اسی طرح روشن کرے۔ participate attention of the Minister for National Health Services, Regulations and Coordination to a matter of urgent public importance regarding steep rise in the cases of breast cancer in the country, causing grave concern amongst the public.

شکریہ سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب ! Calling Attention کی ایک اہمیت ہوتی ہےاور جس میں ہم سب منسٹر صاحب کی attention کیوں کہ matter of urgent public importance ہوتا ہےاور اس کو پھر ہم یہاں by the way ایک business کی طرح اٹھا کے اور کر دیتے ہیں۔ہم بریسٹ کینسر کی awareness کا month منا رہے ہیں لیکن I am sureکہ میں جانتی ہوں کہ پارلیمنٹ میں کتنے ایسے ممبرز بیٹھے ہیں جن کی families اس سے affected ہیں لیکن حکومت کی طرف سے بھی کوئی ایسی چیز مجھے نظر نہیں آرہی ہے، میں کوئی positive بات expect کر رہی تھی کہ آج شاید منسٹر صاحبہ ہوں گی تو میں ان سے اس حوالے سے پوچھوں گی۔میرا سوال ان سے یہ تھا کیوں کہ وہ مجھے بار بار یہ assure کر رہی تھیں کہ حکومت کوئی بل لانا چاہ رہی تھی جس کی وجہ سے میں نے روکا کہ ہم مل کے club اگر میر ی اس میں suggestions ڈال لیں کیوں کہ اس ملک میں کوئی data registration نہیں ہے۔ different hospitals توکر رہےہیں لیکن۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پہ ذرا سوال کےٹائم آپ بات کر لیں۔وہ brief statement دے دیتی ہیں۔

ڈاکٹر فہمیدہ مرزا: میرا سوال ان سے یہی ہےکہ کیا ان کا ایک تو legislation کا اور یہی ہےکہ data registration

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی سوال نہ کریں۔وہ brief statement دے لیں جی فرحانہ قمر، پارلیمانی سیکریٹری to make a brief statement

پارلیمانی سیکرٹری برائے نیشنل ہیلتھ سروسز (محترمہ فرحانہ قمر): بہت شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب۔ آج بریسٹ کینسر کے حوالے سے بہت important issue raise ہو ا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو بریسٹ کیسنز اس وقت ایشیا کا بہت بڑا concern ہو چکا ہے among other cancers unfortunately سے پاکستان اس میں top پہ آرہا ہےاس کی frequency جو کہ دیکھا گیا کہ دوسرے developed countries کےاندر بریسٹ کیسنز کیfifty age ہوتی ہے اور ہمارے ملک کے اندر یہ forty پہ ہو جاتا ہے۔اس کی بہت ساری وجوہات ہیں جن کےاندر awareness, lack of اور اس طرح lack of facilities اور بہت ساری اور چیزیں ہیں اور یہ دیکھا گیا ہےکہ total cancers جو ہیں ان میں سے 14.4فیصد ہے breast cancer among female. It is around اس کےاندر سے 30.2 فیصد ہے اور مردوں کےاندر 2.9 فیصد ہے۔ اس وقت as a nation ہم اس کو seriously address کریں اور منسٹری بھی اپنے لیول پہ ابھی کافی try کر رہی ہیں کہ establish کریں cancer registry اور منسٹر صاحبہ نے لوکل لیول پر بھی ' اور جو ہماری health workers ہیں ان کو بھی special instructions ہیں وہ جب جاتی ہیں، گھروں کو وزٹ کرتی ہیں تو women کےاندر awareness پیدا کریں۔اس کےعلاوہ ہم نے دیکھا کہ سندھ میں 2015 میں سندھ گورنمنٹ نے ایک resolution pass کی تھی diagnostic centers کے حوالے سے 'اسی طرح صوبوں کےساتھ بھی ہے۔

جہاں تک ہماری منسٹری کاconcern ہے federal government کےاندر PIMS hospital میں ایک یونٹ ہے اور اس کی need کو دیکھتے ہوئے ایک PC 1 بھی move ہو چکا ہے اور جو approve ہو چکا ہے hundred beds کا بھی 'انشاء اللہ باقی ساروں کے collaboration کےساتھ ہم اس کو further take up کریں گے اور اس کےلیے awareness بھی پیدا کریں گے۔شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی بہت شکریہ۔ڈاکٹر فہمیدہ صاحبہto ask one question

ڈاکٹر فہمیدہ مرزا: شکریہ سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! گیارہ اکتوبر United Nations نے day رکھا ہے for international day of girls child اور اس کو بڑے زوروشور سے دنیا منا رہی ہے لیکن یہاں پہ again اس حوالےسے، the 11th October کےحوالے سے جو international day for girls child ہے کوئی مجھے نظر نہیں آیا ہماری پا رلیمنٹ سے' پارلیمنٹری سیکرٹری نے بالکل صحیح کہا کہ بہت تیزی سے Breast cancer increase ہو اہے in Asia اور ایشیا میں خاص طور پر پاکستان میں۔

ہم ویب سائٹ سے ایک رپورٹ نکال لے آتے ہیں لیکن ملک کے اندر کینسر رجسٹری کی چار سال سے باتیں ہو رہی ہیں لیکن ابھی تک وہ ہوئی نہیں۔ایک تو یہ بتائیں کہ آپ کب تک سینٹر بنا لیں گے اور آپ کے پاس کینسر رجسٹری کا سسٹم کب تک establish ہو جائے گا۔Legislation کے حوالے سے میں کہنا چاہتی ہوں کہ حکومت کب تک کرے گی یا تو پھر میرا بل تیار ہے اور میں وہ move کر دوں۔ سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ آپ کی جب تک رجسٹریشن نہیں ہو گی، آپ کے پاس ڈیٹا نہیں ہو گا تو آپ آگے دیکھ ہی نہیں سکتے کہ اس کی treatment کے حوالے سے کیا وجوہات ہیں۔پمز میں ایک یونٹ بن گیا اور ایک سو bedded hospital. It is not enough. Every government hospital۔ کیونکہ اس کی prevention جو ہے کہ اگر earlier detection ہو جائے تو اس کا علاج ہے نہیں تو یہ آج second highest cancer ہے جو کہ جان لیوا ہے۔تو میں اس حوالے سے جواب چاہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر : فرحانہ قمر صاحبہ،اس میں جو main چیز ہے کہ awareness کی بڑی ضرورت ہے۔

محترمہ فرحانہ قمر : جہاں تک awareness کا تعلق ہے تو اس حوالے سے منسٹری نے اپنے سیمنیار کرنے کا پلان کیا ہے اور اس کو special priority basis پر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پمز کا میں نے بتایا ہے کہ وہ approve ہو چکا ہے اور باقی صوبوں کے ساتھ

coordination جاری ہے اور جو کینسر رجسٹری establish کرنے کے بارے میں تو میرا آج کیونکہ پہلا دن ہے اور مجھے جس طرح بتایا گیا ہے کہ وہ soon establish ہو جائے گی اور hopefully یہ بہتر رہے گا۔

Mr. Acting Speaker: Dr. Shireen Mehrunnisa Mazari Sahiba to ask one question.

ڈاکٹر شیریں مہرالنساء مزاری : جناب سپیکر! میں جو سوال پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہ رجسٹری اور سینٹرز تو بنتے رہیں گے لیکن یہ کم از کم گورنمنٹ سکول میں اگر پرائیوٹ سکول میں نہیں کر سکتے کہ بچیوں کو self-awareness and self-examination کیوں نہیں سکھاتی اور ساری دنیا میں یہ education دی جاتی ہے self-examination کی اور ہمارا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سکول میں اور لڑکیوں کے کالجز میں compulsory ہوتا کہ وہ self-examination کر لیں اور اس کے لیے کسی سینٹر کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : فرحانہ قمر صاحبہ۔

محترمہ فرحانہ قمر : انہوں نے بہت اچھا mention کیا ہے لیکن میں ان کے knowledge میں ایک چیز لانا چاہتی ہوں کہ international foundation and government نے پنک ربن کے ساتھ پاکستان کے اندر انہوں نے بھی شروع کیا ہے اور it is a very good step اور ہم اس کو further enhance کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : منسٹری کو بھی کوشش کرنی چاہیے۔

محترمہ فرحانہ قمر : منسٹری بھی انشاء اللہ کوشش کرے گی۔شکریہ،انہوں نے بہت اچھا point mention کیا ہے۔

(Interruption)

جناب قائم مقام سپیکر : وہ کہہ رہی ہیں کہ منسٹری اس پر عمل کرے گی،انہوں نے دو جواب دیے ہیں۔وہ کہہ رہی ہیں کہ منسٹری اس کو کرے گی اور آپ کی تجویز بہت اچھی ہے۔فرحانہ قمر صاحبہ آج تجویز دی ہے اور آج شام تک ہو جائے تا کہ مطمئن ہو جائیں۔

محترمہ فرحانہ قمر : میں منسٹری سے پتہ کر کے بتاتی ہوں اور میرا آج پہلا دن ہے اور میں اس لیے ان کو پتہ کر کے بتا دوں گی۔

Mr. Acting Speaker: Dr. Fouzia Hameed Sahiba to ask one question.

ڈاکٹر فوزیہ حمید : پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے کہا کہ awareness programmes کے لیے سیمینار منعقد کیے جا رہے ہیں اور سیمنیار بند کمروں میں ہو رہے ہیں اور ہوٹلوں میں ہو رہے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ عام پبلک کی awareness کے لیے جو گاؤں،گوٹھوں میں رہتے ہیں تو ان کی awareness کے لیے کیا کر رہے ہی۔دوسرا سوال screening کے متعلق ہے کہ آپ نے breast-screening کے لیے گورنمنٹ ہسپتالوں میں کیا اقدامات کیے ہیں کیونکہ وہاں پر یہ مشینریز موجود ہی نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : فرحانہ قمر صاحبہ۔

محترمہ فرحانہ قمر : جہاں تک انہوں گاؤں کے حوالے سے بات کی تو میں نے جیسے پہلے بتایا ہے کہ LHVs وغیرہ کوspecial train کیا گیا اور ان کو بتایا گیا ہے کہ آپ جس گھر میں جاتے ہیں تو وہاں پر اپنی awareness create کریں اور جہاں تک screening وغیرہ کا تعلق ہے تو میں مانتی ہوں کہ پاکستان ایک under-developing ہے اور اس کے اندر اس طرح سسٹم نہیں ہے اور میں Britain میں رہی ہوں اور میں نے دیکھا ہے کہ وہاں پر regular screening کے پروگرام ہوتے ہیں اور گھر پر لیٹر آتے ہیں اور یہاں پر نہیں ہے۔منسٹری اپنے لیول پر پوری کوشش کر رہی ہے اور یہاں پرلوکل پمز ہسپتال میں بھی اس طرح کی facility موجود ہے

although کہ یہ بہت کم ہے لیکن hopefully we will do our level best to help them.

جناب قائم مقام سپیکر : منسٹری صوبائی حکومت کو بھی اس پر ڈائریکشن دے کہ وہ بھی اپنے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں اور ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ میں یہ initiatives لے۔آسیہ ناصر صاحبہ۔

محترمہ آسیہ ناصر : شکریہ۔جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم ایشو ہے اور یہ آج کا نہیں بہت سالوں سے ہے اور منسٹری کوئی آج نئی نہیں بنی ہے،منسٹری بہت سالوں سے کام کر رہی ہے اور اس پر بھی کام کر رہی ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر یہ excuse دینا کہ ہم under-developed country ہیں تو یہ acceptable نہیں ہے۔Under-developed countries میں اس طرح کا حال نہیں ہے اور ہم کوئی پتھر کے زمانے میں نہیں رہ رہے ہیں۔میں پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو پہلے مبارکباد دینا چاہوں گی اور اس کے ساتھ ہی یہ کہنا چاہوں گی کہ منسٹری کی نااہلی ہے کہ انہوں نے proper طریقے سے پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو brief نہیں کیا ہے اور انہوں نے ہمیں وہ حقائق نہیں بتائے ہیں کہ منسٹری کیا کر رہی ہے۔دوسرا میں یہ یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ وہ کہہ رہی ہیں کہ ہم کریں گے اور اگر یہ Calling Attention Notice نہیں آتا تو اس کا مطلب تھا کہ منسٹری نہ کرتی۔ تو بات کرنے کی یہ ہے کہ ہم highlight کرنے کے لیے یہ Calling Attention Notice لے کر آئے تھے اور اس کی ہیت کے لیے،کیونکہ یہ ایک بہت بڑا ایشو ہے۔آنے والے دنوں میں ہماری نوجوان بچیوں اور عورتوں کے لیے بہت ہی خطرناک بنتا جا رہا ہے۔ ہمیں یہ بتائیں کہ صوبائی لیول پر فیڈرل منسٹری کی کیا coordination ہے اور کس طرح سے صوبوں میں یہ کام کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : فرحانہ قمر صاحبہ۔

محترمہ فرحانہ قمر : ممبر نے بہت اچھا concern raise کیا ہے۔میں آپ کو حقیقت بتا رہی تھی جو کہ اپنے ملک کی ہے اور میں اس کو اس طرح wrap up یا منسٹری کو cover up نہیں کر

رہی تھی۔ میں آپ کو حقیقت بتا رہی تھی کہ ہمارے ملک کا کیا scenario ہے اور میں اس reference میں بات کر رہی تھی۔ جس طرح میں نے پہلے بتایا کہ سندھ گورنمنٹ نے بھی اپنا resolution کر کے انہوں نے بھی ڈسٹرکٹس کے لیے کیا ہے اور باقی گورنمنٹ بھی اپنے لیول پر کر رہی ہیں۔ اگر آپ کو تفصیلات چاہیے کہ انہوں نے sofar کیا کیا ہے تو میں آپ کو پوچھ کر بتا دوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر : ویسے ممبر صاحبہ منسٹری کی کارکردگی سے اس حوالے سے مطمئن نہیں ہیں اور اس پر انہیں پوری انفرمیشن لے کر ان کو آپ مہیا کریں۔ طاہرہ اورنگزیب صاحبہ to ask one question.

محترمہ طاہرہ اورنگزیب : شکریہ۔ پہلے تو میں پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ کو مبارکباد وں گی کہ وہ وہاں پر اہم ذمہ داری پر آئی ہیں۔ میرا دوسرا یہ سوال ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارا ملک under-develop ہے۔ ستر سال ہو گئے ہیں اور کب تک under-develop ہیں گے اور کتنی صدیاں، دہائیاں لگیں گی۔ میرا بہت ہی آسان سا سوال ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم سیمینار کریں گے اور یہ سیمینار سارے کیپٹل میں ہوتے ہیں یا بڑے ہی civilized قسم کے شہروں میں ہوتے ہیں، دیہاتوں میں، گاؤں میں اور پسماندہ علاقوں میں حکومت کیا کمپین سٹارٹ کرے گی اور ان کی صوبوں کے ساتھ کیا coordination ہو گی اور ایک عام ان پڑھ، جاہل اور بیچاری ان پڑھ جو گھر کے اندر بیٹھی ہے اور ان بیماریوں کا شکار ہورہی ہے تو اس کو ہم اس کینسر جیسے موذی مرض سے کس طرح بچا سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ مرض اب پھیلتا ہی جا رہا ہے اور جیسا کہ ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے فرمایا کہ 11 اکتوبر کینسر کا انٹرنیشنل ڈے ہے اور ہمیں اس کو قومی سطح پر declare کرنا چاہیے کہ 11 اکتوبر کو خاص طور پر خاص campaign launch کی جائےپورے پاکستان میں میڈیا کے ذریعے تا کہ ہر عورت کو یہ محسود ہو کہ اس بیماری کا کیا سدباب ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : فرحانہ قمر صاحبہ۔

محترمہ فرحانہ قمر : جناب سپیکر! ممبر نے جس طرح کہا کہ ہم دیہاتوں میں کیا کر رہے ہیں تو میں نے پہلے عرض کیا کہ ہم ہیلتھ ورکرز کے ذریعے awareness create کر رہے ہیں۔جہاں تک کینسر ڈے کے حوالے سے کہا گیا تو وہ بھی منسٹری نے منانے کا کیا ہے اور وہ بھی کنسر ڈے مناتے ہیں اور منائیں گے اور انشاء اللہ سکولوں میں بھی اس کو سٹارٹ کریں گے۔ ہم کوشش کریں گے کہ منسٹری آف ایجوکیشن کے ساتھ مل کر کچھ ایسا رکھا جائے کہ بچوں کے اندر awareness پیدا کی جا سکے۔

ANNOUNCEMENT REG: BALLOTING OF QUESTIONS FOR 48TH SESSION

جناب قائم مقام سپیکر : بہت شکریہ۔ Announcement! The Ballot of Questions for the 48th Session will be held after one hour of the prorogation of the current Session in Committee Room No. 7. Honourable Members who wish to attend may do so. ریاض حسین پیرزادہ صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

POINTS OF ORDER

وزیر برائے بین الصوبائی رابطہ (میاں ریاض حسین پیرزادہ): شکریہ۔جناب سپیکر ! ہمارا ایک ایشو لسٹ کا آیا تھا. that has been settled پرائم منسٹر صاحب نے on the floor of the House categorically کہہ دیا ہے کہ یہ fake document تھا۔تو یہ بحث اب ختم ہونی چاہیے اور جب پرائم منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے تو پھر یہ بحث once for all ختم ہونی چاہیے۔ میں پرائم منسٹر صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے فوری نوٹس لیا اور اس agony سے ہمیں نکالا۔ ہم نے گورنمنٹ سے بھی کہا ہے کہ میڈیا ہاؤس کے خلاف کوئی کاروائی اور ان کے ساتھ head on نہیں لینا چاہیے اور جو بھی ہوا ہے اس کو بھول جائیں اور میڈیا ہاؤس بھی بھولے اور ہماری حد تک ہماری mitigation ہو چکی ہے اور پرائم منسٹرصاحب کے بیان کے بعد اب کوئی وجہ نہیں رہتی

it is a fake document. It should be considered کہ ہم اس پر احتجاج کریں۔تو یہ as a fake document اور اس کو once for all ختم کرنا چاہیے۔

Mr. Acting Speaker: Order in the House please. Mr. Iqbal Muhammad Ali Khan Sahib.

(Interruption)

Mr. Acting Speaker: No running commentary. Mr. Iqbal Muhammad Ali Khan.

آپ دوسروں کے ایشوز پر نہ جھانکیں۔اقبال محمد علی خان صاحب آپ کو مائیک دیا ہے آپ بات کریں گے۔

جناب اقبال محمد علی خان: پہلے مزمل بھائی کاimportant ہے اس کے بعد مجھے دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا جی۔اب آئٹم نمبر3لیتے ہیں اس کے بعد Point of orders پر آتے ہیں۔Item No. 3. Calling Attention Noticeشکیلہ لقمان صاحبہ to move item No.3.

CALLING ATTENTION NOTICE REG: EXPLOITATION OF POOR STREET VENDORS BY THE EMPLOYEES OF CDA IN THE NAME OF SURPRISE INSPECTIONS OF MARKETS IN ISLAMABAD

Ms. Shakila Luqman: Thank you Mr. Deputy Speaker. I invite attention of the Minister for Interior to a matter of urgent public importance regarding exploitation of poor street vendors by the employees of Capital Development Authority in the name of surprise inspections of markets in Islamabad, causing grave concern amongst the public.

جناب قائم مقام سپیکر:طلال چوہدری صاحب to make a brief statement۔

جناب محمد طلال چوہدری: سر یہ CDA کے متعلق ہے یہ میرا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ CDA Interior کے underآرہاہے۔

جناب محمد طلال چوہدری: نہیں سرCADD اس کا جواب دے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو Municipality systemہے وہ Interior کے ماتحت ہے۔

جناب محمد طلال چوہدری: لیکن یہ ہمیں بھیجا ہی نہیں گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سیکریٹریٹ سے میں پتہ کرتاہوں جو directionsدی تھی منسٹری کے سٹاف نے اس حوالے سے ذرا جواب دیں۔

جناب محمد طلال چوہدری: میں بالکلclear کردوں کہ یہ ہمیں آیا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں چیک کرکے ابھی بتاتاہوں۔جی شیخ آفتاب صاحب۔

شیخ آفتاب احمد: سر یہ جو basicاس میں ایشو ہے ریڑھی بانو والا کا ایشو ہے اور اس کو Chief Commissioner Office جو ہے یہ اس کے دائرہ کار میں ہے۔ان کی Magistrateوہاں جاتے ہیں وہ ہی وہاں پر ان کو کرتے ہیں تو اس لیے basicallyیہ ہے Interior کا۔کیونکہ چیف کمشنر جو ہےوہInterior کے ماتحت آتاہے۔یہ CDA والے وہاں نہیں جاتے ہیں بلکہ ان کی جو Magistrateہے وہ جاتے ہیں۔اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے یہاں پر نہیں آیا ہے تو اس پر گزارش ہے کہ pendingکروادیں تاکہ properاس کا جواب آجائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ہمارے سیکرٹریٹ نے Ministry of Interior کو convey کیا ہے۔جی طلال چوہدری صاحب یہ محترمہ زیب جعفر صاحبہ کا اور ان کا joint Calling Attention Notice ہے۔

جناب محمد طلال چوہدری: سر گزارش یہ ہے کہ صبح یہ جو S.O Council ہے۔جیسے آپ نے صبح کہا بھی تھا اور حکم بھی دیا تھا یہ اگر آپ نے بھیجا ہے تو یہ منسٹری کو نہیں گیا۔ان کو آپ کی ہدایت پر suspend کردیا گیا ہے اور ان کی جگہ نیا آدمی لگادیا گیا ہے یہ اسی وجہ سے سوالوں کے جواب پر بھی اور اس پر بھی confusion پیدا ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ پھر next اس پر لے لیتے ہیں Calling Attention Notice۔زیب جعفر صاحبہ کا مائیک کھولیے۔

محترمہ زیب جعفر: شکریہ جناب سپیکر! میں جو بات کرناچاہ رہی تھی کہ یہ street vendors کو CDA کا department ان کے ادارے کے لوگ آتے ہیں اور ان کی گاڑی آتی ہے اور وہ وہاں سے ان کو evacuate کروارہے ہیں۔وہاں پر Ministry of Interior کا کچھ لینادینا نہیں ہے۔لیکن CDA کا department جو ہے وہ فوری طور پر یہ کارروائی کررہاہے۔اس لیے یہ CADD کے نیچے آتاہے اور منسٹر صاحب سے میری اس topic پر بات بھی ہوچکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو اب یہ next پھر یہ کرتے ہیں۔شکیلہ لقمان صاحبہ منسٹر صاحب نے گزارش کی ہے کہ تھوڑا اس میں complication بھی تھی۔ہم نے Interior Ministry کو convey بھی کیا ہے تو انہوں نے clarify بھی کردیا تو اگلا جب ہمارا اجلاس ہوگا تواس میں انشاء اللہ اس کو ہم لیں گے۔ٹھیک ہے ,OK جی Point of Orders جناب مزمل قریشی صاحب۔

POINTS OF ORDER

جناب محمد مزمل قریشی :شکریہ جناب سپیکر! سر میں آپ کی توجہ اور اس ایوان کی توجہ انتہائی اہم مسئلے کی جانب مبذول کراناچاہتاہوں اور اس کا تعلق پاکستان سٹیل مل سے ہے۔پاکستان سٹیل مل وہ ادارہ ہے جوکہ پاکستان کی معیشت میں ایک وقت میں بہت کلیدی کردار ادا کرتاتھا۔آج اگر ہم یہ دیکھیں کہ اس ادارے جیسا کوئی نیا ادارہ ہم بنانے جائیں تو چھ سو ارب روپے کی ہمیں اس وقت ضرورت پڑے گی۔پھر جاکر یہ ادارہ بنے گا اور اسے ہم بد حالی کی طرف لیکر جارہے ہیں۔سر اٹھارہ ماہ سے وہاں پر گیس کی بندش ہے سٹیل مل کے اندر چار ماہ سے وہاں پر ملازمین کو کسی قسم کی تنخواہیں اور مراعات نہیں دی گئی ہیں۔2013سے ریٹائرڈ ملازمین کو کسی قسم کی کوئی جو ان کی pensionsہوتی ہیں وہ نہیں دی گئی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جو professionals جو اعلیٰ عہدوں پر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ انتہائی نااہل لوگ ہیں جن کی وجہ سے یہ سارے کا سارا معاملہ ہوا۔اسی کے ساتھ جو بار بار وہاں کے ملازمین یونین کی طرف سے بھی اور وہاں کے لوگوں کی طرف سے بھی ڈیمانڈ آئی کہ کم ازکم 30ارب روپے کا bailout packageجو ہے وہ سٹیل مل کے لیے دیاجائے۔سر اس کے ساتھ ساتھ اگر ہم دیکھیں کہ 2009میں سپریم کورٹ کے احکامات کے بعد ایک FIR launched کی گئی تھی جس میں تقریباً64لوگ ملوث تھے اور سپریم کورٹ نے یہ کہاتھا نیب کو کہ چھ ماہ کے اندر 26ارب روپے ریکور کرائے جائیں اور یہ کیس ختم کیاجائے تو یہ 26ارب روپے اگر وہاں سے لے لیےجاتے اور چار ارب روپے حکومت اپنے پاس سے لگائے تو یہ تیس ارب روپے کا bailout packageدیاجاسکتاہے۔لیکن حکومت کی نااہلی،حکومت کی عدم توجہ یہ اسی لیے ہے کہ یہ ادارہ کراچی کے اندر ہے۔اگر یہ ادارہ کسی اور جگہ پر ہوتا تو میں سمجھتاہوں کہ اربوں کے کھربوں روپے لگادیے جاتے۔اسی رویے کے اوپر ان تمام چیزوں کے اوپر ہم MQM کی طرف سے walkout کرتے ہیں۔پاکستان سٹیل مل کے اوپر عدم توجہ کے اوپرtoken walkout کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی شازیہ مری صاحبہ۔

محترمہ شازیہ مری: جس طریقے سے وفاقی حکومت کام کررہی ہے اور جس طرح سٹیل مل کو ignore کیا جا رہا ہے اور ہمارے دیگر جو اپوزیشن کے ممبرز ہیں۔ہم ان کے ساتھ walkout register کراناچاہتے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے ایم کیوایم کے معززاراکین اور پیپلزپارٹی کے معززاراکین نے واک آؤٹ کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی ریاض حسین پیرزادہ صاحب آپ اور شیخ روحیل اصغر صاحب اور راجہ جاویداخلاص صاحب یہ token walkout کیا ہےMQM اور پیپلزپارٹی کے جو ممبرز ہیں ان کو لیکر آئیں۔جی خلیل جارج صاحب on Point of Order

جناب خلیل: شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلاناچاہتاہوں جو گزشتہ روز شیخوپورہ کے گاؤں میں ارسلان مسیح جو نویں کلاس کا طالب علم تھا،پولیس چوکی پر اس کو روکاگیا،پتہ نہیں وہ کس وجہ سے بچگانہ ذہن کی وجہ سے وہ چوکی پر نہیں رکا اور اپنی اکیڈمی میں پڑھنے چلاگیا۔وہاں پر پولیس نے جاکر اس کو اکیڈمی سے کھینچا اور واپس چوکی پر لیکرآئے اور تشدد کرکے اس کو ہلاک کردیاگیا۔جناب سپیکر! یہ واقعات routine میں بڑھ رہے ہیں اور toleranceکی جو کمی ہے وہ بہت زیادہ ہوتی جارہی ہے۔

میں آپ سے مودبانہ گزارش کرتاہوں کہ اس واقعے کی اور دیگر واقعات کی جو انسانیت سوز واقعات ہوئے۔اس کی رپورٹ کو آپ ensureکریں کہ وہ اسمبلی میں آئیں تاکہ ملزمانوں کو اس کے کیفر کردار تک پہنچایاجائے۔میں اس واقعے کی پر زور مذمت کرتاہوں اور پنجاب پولیس سے یہ مطالبہ کرتاہوں کہ اس کی پوری تحقیقات کی جائے اور اس بچے کا جو نویں کلاس طالب علم تھا۔جس کو تشدد سے ماردیاگیا یہ اب تھانہ کلچر میں اس تشدد کو ختم کیاجائے تاکہ ملک میں اپنے لوگوں سے لوگ unsecure نہ ہوسکے۔

ارسلان مسیح کے ورثاء کے ساتھ میری اور پورے ممبران کی اظہار ہمدردی ہے۔میں آپ سے مودبانہ گزارش کرتاہوں کہ کسی ایک واقعے کی رپورٹ آپ ضرور منگوائیں ایوان میں تاکہ کوئی مثال بن سکے تاکہ کوئی بھی پاکستان کے قانون سے بڑھ کر کوئی کام نہ کرسکے یہ ہم سب کا ملک ہے۔اس میں ہر انسان کا رہنا اسی طرح واجب ہے جس طرح دوسروں کا۔لیکن یہ پولیس نے جوواقعہ کیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ انسانیت سوز ہے۔اس کو آپ ensureکریں کہ اس واقعے کی تحقیقات اس ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ صوبائی معاملہ ہے۔خلیل جارج صاحب یہ صوبائی معاملہ ہے اور اس پر آپ صوبائی حکومت سے،میں بھی اس پر دیکھتاہوں۔جی شاہ محمود قریشی صاحب۔

مخدوم شاہ محمود حسین قریشی: شکریہ جناب سپیکر! پاکستان سٹیل مل کا جو مسئلہ ہے یہ بڑے عرصے سے چل رہاہےا ور ہماری رائے میں حکومت اس کو زیادہ اہمیت نہیں دے رہی ہے۔گاہے بگاہے وہاں کی جوlabour ہے وہ احتجاج کرتی ہے۔ان کی تنخواہیں بند ہوجاتی ہیں۔حتیٰ کہ ہمیں مداخلت کرنی پڑتی ہے کہ عید تک جو آتی ہیں تنخواہیں وہ ان کو نہیں ملتی ہیں۔

اپوزیشن کی intervention کے بعد حکومت بڑے بوجھل دل کے ساتھ تنخواہیں ایشو کرتی ہے۔ اس ایشو کو comprehensively address کیا جائے اور اس کا کوئی مستقل حل تلاش کیا جائے۔آپ کے ملازمین تباہ ہیں مل بند ہے پروڈکشن بھی نہیں ہو رہی ہے hemorrhage cause کر رہی ہے اکانومی کو اور آپ کا deficit بے پناہ بڑھ چکا ہے۔اپوزیشن میں پیپلز پارٹی واک آوٹ کر گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ مناسب یہ ہے کہ کوئی وزیر اور پارلیمنٹرین کو بھیجیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی بھیجیں ہیں ریاض حسین پیرزادہ صاحب اور راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب بھیجے ہیں۔

مخدوم شاہ محمود حسین قریشی: اگر آ گئے ہیں تو اچھی بات ہے۔ان کا نقطہ درست ہے کہ یہ مسئلہ مستقبل طور پر حل ہو۔ہر دو ماہ کے بعد احتجاج ہو گا ہر دو ماہ کے بعد تنخواہیں بند ہو جائیں گے ایک۔دوسری بات جناب والا ابھی محترم ریاض پیرزادہ صاحب تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ پرائم منسٹر صاحب کی assurance کے بعد وہ جو 37 ممبران کا ایشو تھا او روہ جو آئی بی کا مسئلہ تھا کہ اس کی نگرانی ہو رہی ہے اس کو ہم نے ختم کیا ہے۔

میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ ہو ہی گیا ہے اور آج کل ویسے ہی مک مکا کا زمانہ ہے۔میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ آپ نے کر دیا ہے تو پھر برائے مہربانی جو ایف آئی آر کاٹی گئی ہے اس کو ختم کیا جائے اس کو squash کیا جائے اور اس چینل اے آر وائی کو نشانہ بنایا جارہا ہے اس کو نشانہ نہ بنایا جائے۔یہ آزادی صحافت کے خلاف ایک بہت بڑا وار ہے اور جمہوریت میں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ تو یہ بھی ساتھ فیصلہ فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ریاض حسین پیرزادہ صاحب آپ ذرا اس حوالے سے بات کر لیں کہ جہاں 37 ممبرز کے حوالے سے ایک بےبنیاد خبر چلائی گئی ہے اس حوالے سے اگر قانونی یا کسی حوالے سے وہ منتخب نمائندے ' ریاض حسین پیرزادہ صاحب یہ جو شاہ محمود قریشی صاحب نے پوائنٹ اٹھایا ہے اور اس پر ابھی جو آپ نے statement دی ہے اس کے بعد شاہ محمود قریشی صاحب نے بات کی ہے اور آپ نے سن بھی لی ہے اور اس حوالے سے آپ جواب بھی دے دیں کہ 37 elected لوگوں کے خلاف اگر بے بنیاد کوئی خبر چلے گی تو کیا اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام سپیکر: Stop running commentaries please میاں ریاض حسین پیرزادہ صاحب بات کریں۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: میں نے یہی کہا کہ پرائم منسٹر صاحب کی صفائی کے بعد یہ ایشو ختم ہو گیا ہے اور جب ایشو ختم ہو گیا تو اس میں ہم نے گورنمنٹ کے جو ممبرز ہیں ہم میڈیا ہاؤس کے خلاف نہیں جائیں گے۔لیکن جو ایف آئی آر ہوئی ہے تو اس پر بھی ہم گورنمنٹ کو کہیں گے اور میڈیا ہاؤس کے ساتھ بیٹھ کر افہام تفہیم کے ساتھ کیونکہ یہ حکومت میڈیا کے خلاف بلا وجہ high handedness نہیں کرتی اور نہ ہی کرے گی اور ہمارے انٹیریر منسٹر صاحب آ جائیں اور زاہدحامد صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں ہم انشااللہ اس matter کو جس طرح شاہ محمود قریشی صاحب نے کہا ہے تقریباً اسی طرح ہی کرا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ٹھیک ہے۔شیر اکبر خان۔آپ سب تشریف رکھیں آپ کے نام آ گئے ہیں اور سب کو بات کرنے کا موقع ملے گا۔

جناب شیر اکبر خان: جس طرح ڈپٹی سپیکر صاحب آپ نے announce کیا کہ ایک گھنٹے کے بعد سوالات کے لیے بیلٹنگ ہو گی تو میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اگر بیلٹنگ کروا رہے ہیں تو ہمیں تو پتہ نہیں ہوتا کہ اجلاس کب prorogue ہو رہا ہوتا ہے۔اجلاس ختم ہونے کے بعد ایک دو دن بعد اجازت دی جائے تاکہ ہم سوالات جمع کرا دیں اس کے بعد اگر بیلٹنگ ہو گی تو صحیح ہو گا۔اس طرح زیادہ تر ممبران سوالات جمع کرانے سے رہ جاتے ہیں اور ابھی تک ہم نے کوئی بھی سوال جمع نہیں کرایا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میرا دوسرا پوائنٹ آف آرڈر ہے وہ یہ ہے کہ جو ہمارے نادرا کا سینٹر ہے اس میں سٹاف کی کمی ہے SMRU اس کی اپ گریڈیشن ہے تو kindly آپ کی طرف سے چیئر کی طرف سے ڈائریکشن آنی چاہیے کہ جو نادرا میں ضلع بونیر میں سٹاف کی جو کمی ہے اس کو پورا کیا جائے مقامی لوگوں کو بھرتی کیا جائے اور جو SMRU ہیں اس کو اپ گریڈ کیا جائے اور SMRU کی اجازت دی جائے۔شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: question کے حوالے سے آپ نے take up کیا ہے۔رول 73 آپ پڑھ لیں یہ رول بن گیا ہے اور سب نے متفقہ طور پر کیا تھا کہ جس دن prorogation ہو

گی اور prorogation کے لیے جو ہماری بزنس ایڈوائزی کمیٹی ہے اس میں یہ طے ہوتا ہے اور اس میں آپ کی جماعت کا نمائندہ ہوتا ہے۔یہ prorogation کی بات کر رہے ہیں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ طے ہوتا ہے کہ کتنے دن سیشن چلے گا۔آپ رول میں amendment لے آئیں ہیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب شیر اکبرخان: جی ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔جناب طاہر اقبال صاحب۔

میجر(ر) طاہر اقبال: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر۔بِسمِ اللہِ الرّحمٰن الرّحِیم۔ (عربی) جناب ڈپٹی سپیکر میں procedure کی بات کرنے لگا ہوں مجھے ڈیڑھ سال ہو گئے ہیں ایک بل جمع کرایا ہوا ہے اور آئے دن تک اس بل کی کوئی خبر نہیں کہ کیا ہوا کہاں چلا گیا۔میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو اگر پاس نہیں ہونا تو اس کو اسمبلی میں تو لائیں۔اگر ممبرز نے refute کرنا ہے اس کو ہرا دیں اس کو واپس لے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ذرا بل کا title بتا دیں تاکہ آپ کو انفارمیشن دی جا سکے۔

میجر(ر) طاہر اقبال: this is regarding the جو کل بھی یہاں شور پڑا ہوا ہے this is regarding the PIMS میری گورنمنٹ سے استدعا ہے کہ آج دیکھیں کتنے دن سے ہڑتال چل رہی ہے سٹاف نے بالکل کام نہیں کیا ہے مریض رل گئے ہیں وہاں پر اس کی وجہ یہ ہے کہ جو پیمز ہسپتال کے ملازم تھے وہ گورنمنٹ آف پاکستان کے ملازم تھے کہ جب سے آپ نے اس کو یونیورسٹی بنایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو بل کے ٹائٹل کا پتا ہے آپ کو یاد ہے۔

میجر(ر) طاہر اقبال: سر میں نے بل میں amendment دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں ہم دیکھ لیتے ہیں۔

میجر(ر) طاہر اقبال: مہربانی کرکے بات تو سن لیں کہ اس ہسپتال کو ' میں تو کہتا ہوں ایک نہیں دس یونیورسٹیاں بنائیں اسلام آباد میں بیشک اس کا بےنظیر ہی نام رکھ لیں لیکن ہسپتال کوئیprecedent نہیں ہے کہ ایک ہسپتال کو whole of its property آپ اس کو یونیورسٹی declare کرتے ہیں۔یہ سرا سر زیادتی ہے اور اسی وجہ سے ہسپتال میں mismanagement ہے۔ کیونکہ جو ہسپتال کے سارے ایمپلائز ہیں ان کو جو اپنی facilities ملی تھیں accommodation کی ریٹائرمنٹ کی اور پلاٹ وغیرہ کی وہ ان کو اب نہیں مل رہی because it has become a University اور University grants commission یا ایچ ای سی کے پاس جب جاتے ہیں کہ ہمیں پیسے دیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے صرف teaching کے لیے ان کی تنخواہیں دینی ہے اور وہاں پر یہی شور ہے اصل میں کہ لوگوں کو اپنے privileges جو ان کے تھے وہ نہیں مل رہے ہیں۔لوگ کہتے ہیں کہ کل پرسوں ہم نے ریٹائرڈ ہونا ہے اور ہمارا حال کیا ہو گا۔تو آپ بھی اس سے اچھی طرح واقف ہیں۔میں کہتا ہوں کہ اگر بل پاس نہیں بھی ہونا تو اس کو لے کر تو آئیں۔اسمبلی کا اصول ہے کہ تین ماہ کے بعد بل آنا چاہیے۔ ڈیڑھ سال ہو گیا ہےا بھی تک اس بل کا کوئی پتا نہیں۔مہربانی کرکے آپ یہ حکم دیں کہ وہ بل on table آنا چاہیے یہاں پر اور اس پر ڈسکشن ہونی چاہیے اس کے بعد اگر ممبران اس بات پر agree کرتے ہیں کہ اس ہسپتال کویونیورسٹی ہی رہنا چاہیے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن بل کو یہاں آنا چاہیے اور خاص طور پر لوگوں کے وہاں پر جو problems ہیں ان کو ہمیں address کرنا چاہیے تاکہ یہ جو ہسپتال میں روز ہڑتال ہو رہی ہے پچھلے پندرہ دنوں سے یہ بند ہو اور مریضوں کی خدمت کی جا سکے۔بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔بڑا اہم ایشو ہے آپ کا اور بالکل میں بھی آپ کے ساتھ وہاں گیا تھا اور یہ ابھی انفارمیشن لے کر یہ میں ڈائریکشن دیتا ہوں کہ next private Member Day پر اس بل کو لایا جائے۔جی علی محمد خان صاحب۔

انجینئر علی محمد خان ایڈووکیٹ : بہت شکریہ جناب سپیکر صاحب۔آپ کو علم ہے میں کبھی بھی typical point scoring نہیں کرتا اور genuine issues اٹھاؤں گا۔ (عربی) ایک تو صرف یاد دہانی اور یاد دہانی اس چیز کی ہے کہ آپ نے اور سپیکر صاحب نےجس طریقے سے ختم نبوت والا ایشو حل کیا ہے میں اس پر آپ کی تعریف کرتا ہوں کہ آپ نے اس کو حل کیا ہے request یہ ہے کہ اس کو investigate کیا جائے کہ کہاں سے ہوا تھا کیونکہ یہ سازش تھی یہ غلطی نہیں تھی اس کو investigate کیا جائے۔کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہی تو دنیا قائم ہے۔اگر ہماری موجودگی میں ایسا ہوتا ہے اور ہم سب غلام رسول ہیں چاہے ادھر ہوں ادھر ہوں۔

دوسرا ایشو میرے حلقے کے حوالے سے بھی ہے اور میں پچھلے دنوں اپر دیر دورے پر گیا تھا اور جناب صاحبزادہ طارق اللہ صاحب کا علاقہ ہے اور صاحبزادہ صاحب نے بھی اس ایشو کو اٹھایا ہے کہ ایک تو پاکستانی سعودی عرب کی جیلوں میں ہیں تو ان کے لیے ہمارے سفارتخانے میں ڈیسک بنایا جائے۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب علی محمد خان صاحب۔

جناب علی محمد خان ایڈووکیٹ: بِسمِ اللہِ الرّحمٰن الرّحِیمِ۔ بہت شکریہ۔(عربی)تمام درود سلام اور تمام دعائیں رسول اکرمؐ کیلئے۔سر جو ایشو تھا وہ یہ ہے کہ میری requestہوگی کہ آپ اس میں اپنا ایک role play کریں کہ ہمارے جتنے Foreign Offices ہیں پاکستان سے باہر لیکن جہاں پر پاکستانی زیادہ تر مزدوری کیلئے جاتے ہیں وہ سعودی عربیہ ہے،دبئی ہے،ملائیشیا ہے،Emirate میں،ان ملکوں میں وہاں پر ان کو بے انتہا مسائل ہیں۔کفیل کی وجہ سے وہ بیچارے جیل میں پڑے رہتے ہیں۔ہمارے Foreign Office میں ایک ڈیسک بنایا جائے جہاں پر ان بیچاروں کو،دیکھیں غریب،آپ کو پتا ہے آپ کے بھی علاقے سے بے شمار لوگ جاتے ہیں۔ہمارا سب کا غریبوں کا علاقہ ہے کہ ان کو legal helpدی جائے،کفیل ان کے پیسے کھاجاتے ہیں وہ بیچارے جیلوں میں سڑتے ہیں۔

اب جو ایک واقعہ سامنے آیا ہے وہ صاحبزادہ صاحب نے بھی اٹھایا ہے۔جب میں دیر گیا اُدھر اپر دیر میں میرے سامنے لایا گیا۔کل بھی اُدھر کے ایک بندے نے میرے سے بات کی،مجھے وہ لنک بھیجئے،میں جو بات کروں گا،مجھ میں تو ہمت نہیں اس کو دیکھنے کی۔سعودی گورنمنٹ نے نہیں،کسی پرائیویٹ آدمی نے وہاں پاکستانی کو جو مزدوری کیلئے گیا تھا اس پر شیر چھوڑا جس کی وجہ سے اس بیچارے کا شاید ہاتھ کھا گیا،بدن کا حصہ،وہ آدمی زندہ ہے۔تو اِس پر فارن آفس سے جواب طلبی کی جائے کہ وہ اس کو سعودی گورنمنٹ سے take up کرے کہ بھئی یہ ہمارا پاکستانی ہے۔یہ کیا ہورہا ہے۔جب بھی سعودی عرب پر مشکل وقت آتا ہے ہمارے ساتھ وہ کھڑے ہوتے ہیں،ہم ان کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں لیکن دنیا میں آپ دیکھیں۔ڈپٹی سپیکر صاحب آخری بات،دنیا میں ملک اپنے لوگوں کا پوچھتی ہیں ہم نے اپنےلوگوں کو اِسی طرح چھوڑرکھا ہے کہ کوئی ان کاپوچھنے والا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

انجینئر علی محمد خان ایڈووکیٹ: تو بہت شکریہ ہوگا اگر یہ ہوجائے۔اور وہ آخری بات جو شروع میں کی تھی کہ خدا کا واسطہ ہے جو ختم نبوت کے حلف میں جس نے ترمیم کرنے کی کوشش کی ہے وہ اندر کے دشمن کو پہنچانیں اوراس کو پکڑیں۔بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ نے ابھی بات کردی۔صاحبزادہ طارق اللہ صاحب۔صاحبزادہ طارق اللہ صاحب میں سمجھا آپ شیر اکبر صاحب کا کہہ رہےہیں ان کو لیں۔

صاحبزادہ طارق اللہ: شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب! میں علی محمد خان صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے دوبارہ اس ایشو کوFloor of the House پر اٹھایا۔میں نے اس کا پہلے بھی اس پوائنٹ پر ذکر کیا تھا کہ ہمارے علاقے کا،ہمارے گاؤں کاایک بندہ اُدھر مزدوری کرتا تھا۔کوئی ایک بندہ اس کو گھر لے گیا تھا۔وہاں پراس نے کوئی چڑیا گھر بنایا ہوگا۔جو بھی جانور یاجو بھی چیزیں انہوں نے رکھی تھیں اس کوچھوڑا ہے۔اِسی طرح اس بیچارے کووہاں پر اس کے ساتھ ایسا بری طرح اس کو کاٹا ہے۔اس کا ایک ہاتھ زخمی ہوا ہے۔Overall سعودی عرب میں جتنے بھی مزدور لوگ ہیں ان میں

بہت خوف وہراس پیدا ہوگیاتھا۔وہاں سے مجھے ٹیلی فون کئے گئے۔وہاں پر ان کے بھائی نے مجھے ٹیلی فون کیا کہ میرے بھائی کے ساتھ ایسا ہوا ہے۔تو سپیکر صاحب جب ہم یہاں پر بات کرلیتے ہیں،آپ کی طرف سے response اِسی طرح نہیں آتا۔یہاں پر منسٹری کی طرف سے ہمیں کوئی response نہیں ملتا۔اگرgalleries میں کوئی فارن آفس کا یا کوئی ڈیپارٹمنٹ کا بند ہ ہوتو کم از کم وہ تو ہمیںupdate کریں کہ یہ واقعہ اِسی طرح ہوا ہے۔آپ نے فلورپر بات اٹھائی،اس کا یہ ہوا ہے،backgroundیہ ہے۔تو ہم تو ہوا میں بات کرتے ہیں اوراس کا کوئی رزلٹ ہمیں نہیں ملتا۔kindly اس ایشو پر آپ ذرا نوٹس لے لیں۔یہ انسانیت کے لحاظ سے بہت برا ہوا ہے۔وہاں پر بندے کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اوروہاں پر عام پبلک میں،عام مزدوروں میں،عام پاکستانیوں میں انتہائی خوف وہراس پیدا ہوگیا ہے کہ ہمارے ساتھ یہ ہوا۔یہ انسانی لحاظ سے بھی بہت بڑا واقعہ ہوا ہے کہ ایک بندہ کوجانوروں،شیروں کے سامنے اِسی طرح چھوڑ کر اوروہ اِسی طرح اس پر جھپٹ پڑیں اوراس کو کاٹیں۔انتہائی زیادتی ہے۔

دوسری میں ذرا موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل پرسوں خیبر پختونخواہ سے کافی لوگ FATA reform کے حوالے سے اسلام آباد آئے۔انہوں نے یہاں ڈی چوک پر بہت بڑا احتجاج کیا۔بہت لوگ اکٹھے ہوگئے۔حکومت،آپ کے اوران کے درمیان مذاکرات ہوئے۔میں جاننا چاہتا ہوں کہ ان مذاکرات کا کیا بنا۔اس ہاؤس میں،floor of the House پر کوئی ہمیں brief کرے کہ اس میں آپ نے ان لوگوں کوکیا surety دی۔اس میں آپ نے ان کے ساتھ کیا commitment کی ہے۔ورنہ یہ احتجاج پرسوں پھر ہوگا۔اس کے بعدپھرہوگا تویہ سلسلہ اِسی طرح چلتا رہے گا۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم منسٹر concerned ہمیں اس پر brief کریں کہ ہمارا ان کے ساتھ کیا مذاکرات ہوئے۔ہم نے اس پر کس بہانے پر،کس commitment پر ہم نے ان کو رخصت کیا ہے۔ہمارے ہاں یہاں پرconcerned FATA کے MNAs بھی ہیں لیکن ہمیں ہاؤس میں پتا نہیں ہے کہ کیا ہوا ہے۔تھینک یو۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے ایشو پر فارن منسٹر صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے،وہ گئے ہیں۔اوردوسری پر شاہ جی گل آفریدی صاحب جو فاٹا کے ممبر تھے خود delegation کو along with the members elected from FATA وہ موجود تھے جو وزیراعظم سے ان کی ملاقات ہوئی۔تو انہوں نے جو commitment جو assurance Prime Minister of Pakistan نے انہیں دی تھی اُسی حوالے سے جا کر ان سے بات کی۔یہ شاہ جی گل آفریدی صاحب موجود ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام سپیکر: میں ذرا Point of Orders لے لوں،شاہ صاحب پھر۔شاہ محمود قریشی صاحب،مختصر۔

مخدوم شاہ محمود حسین قریشی: جناب سپیکر جو صاحبزادہ طارق اللہ نے بات کی ہے بڑی مناسب بات کی ہے۔آپ کے سامنے ہے کہ پورے فاٹا کے لوگ آئے اوراحتجاج کیا۔جتنی parties ہیں،اس پر جتنی partiesہیں پاکستان تحریک انصاف ہے،پاکستان پیپلزپارٹی ہے،مسلم لیگ نواز ہے،بڑی جتنی parties ہیں،ANP ہے،یہ سب متفق ہیں۔اب سوال یہ ہے حکومت نے سرتاج عزیز صاحب کی سربراہی میں کمیٹی بنائی۔اس کمیٹی نے بڑا کام کیا۔اس کی رپورٹ آگئی۔اب اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہورہا؟ حکومت کو رکاوٹ نہیں ہے۔اپوزیشن کی main partiesاس کو سپورٹ کررہی ہیں۔ایک تاثر اُبھر رہا ہے حقیقت اس کے برعکس ہوگی۔مولانا تشریف فرمائیں، بہت محترم ہیں۔ایک تاثر اُبھر رہا ہے کہ حکومت کی دو حلیف جماعتیں جے یو آئی (ایف) اورپختونخواہ ملی عوامی پارٹی ان کی reservations ہیں۔ان کے اپنا موقف ہے اوران کی وجہ سے یہ پیش رفت نہیں ہو پا رہی اور وہ بات تاخیری حربے استعمال کئے جارہے ہیں اورجو تاخیری حربے ہیں وہ اب ایک عوامی ردعمل کی شکل لے رہے ہیں۔تو یہ ایک بڑا important issue ہے۔جو کہ حل طلب ہے اورمیں سمجھتا ہوں، مولانا تشریف فرمائیں، ہم ان کے point of view سے مستفید ہونا چاہیں گے کہ اگر پوری کمیٹی

کی یہ recommendations تھیں تو اگر آپ کی reservations ہیں تو ہمیں educate کیجئے، کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: کل شاہ جی گل آفریدی نے جو بات۔مولانا صاحب بات کریں گے،جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب۔مولانا صاحب آپ اس پر بات کرنا چاہیں گے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام سپیکر: عبدالقہارخان ودان صاحب اس پر بات کریں گے۔اِسی پر،کریں بات۔

جناب عبدالقہار خان ودان : مہربانی جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! شاہ محمود قریشی صاحب نے ہماری پارٹی اور لیڈر شپ کا نام لیا ہے تو اس لئے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔جناب سپیکر یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔یہ فاٹا کے ڈیڑھ کروڑ عوام کا مسئلہ ہے۔پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ فاٹا کے مستقبل کا فیصلہ ہورہاہے۔ہماری پارٹی کا موقف ہے،ہماری پارٹی کا فاٹا کی حیثیت کے حوالے سے منشور ہے۔تو ہماری پارٹی کا بنیادی خیال یہ ہےکہ جو پاکستانی آئین ہے اس کے آرٹیکل 247 میں جو حیثیت ہے فاٹا کی،وہ یہ کہ فاٹا میں جو بھی reforms ہونگے تو وہ وہاں کے عوام سے پوچھ کر کیے جائیں گے۔یہاں پر کمیٹی بنی۔ہمارا اعتراض اس وقت بھی یہی تھا۔کیونکہ فاٹا direct صدر صاحب کے under ہے۔تو یہ کمیٹی جب وہاں گئی اور پھر ان کی recommendation یہاں آئی،اسمیں merger کی کسی نے کوئی بات نہیں کی۔نہ اس میں merger کی کوئی بات ہوئی ہے۔آج بھی ہم کہتے ہیں کہ آج بھی فاٹا کے عوام یہ کہتےہیں کہ ہمیں FCR کے غلط قوانین سے چھٹکارا دلایا جائے۔ہم بھی کہتے ہیں کہ FCR کا قانون ختم ہو۔

فاٹا کہتا ہے کہ ہمیں اپنی حیثیت دےدیں کیونکہ پہلی بار ہمارے مستقبل کا فیصلہ ہورہا ہے۔ اور آج بھی ان کی majority یہی کہتی ہے۔ہمارا موقف بھی یہ ہے کہ وہاں پرreferendum کرایا جائے۔جب پاکستان نہیں بنا تھا تب بھی فاٹا تھا۔ڈیورنڈ لائن جب اس وقت انگریز نے افغانستان

کے ساتھ قائم کیا۔فاٹا اس وقت جب ڈیورنڈ لائن بھی نہیں نبی تھی اس وقت بھی فاٹا تھا۔فاٹا کے اس وقت کی انگریز حکومت کے ساتھ اپنے معاہدے تھے۔پھر بعد میں جب پاکستان بنا تو پھر بھی ہمارے معاہدے قائم رہے۔یہ ایک detail ہے اس پر academic بحث بھی ہونی چاہیے۔ہم کہتے ہیں کہ اس کو open کیا جائے۔اس پر بالکل ایک یا دو دن جتنے بھی یہاں کے فاٹا کے ممبران ہیں اور یہ پارلیمنٹ، اس پر بات کرے۔کیونکہ یہ ایک اہم issue ہے۔یہ ہماری قوم کے مستقبل کا فیصلہ ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ فاٹا کے مستقبل کا فیصلہ فاٹا کے عوام کو دے دیا جائے۔اور یہ وہاں کے عوام کا قانونی اور آئینی حق ہے۔تو فاٹا کے لوگ کہتے ہیں کہ وہاں ریفرنڈم کرا یا جائے کہ ہم merger کرنا چاہتے ہیں یا نہیں۔اصلاحات میں کوئی مشکل نہیں کہ وہ اصلاحات نہ کریں۔آپ FCR کا قانو ن ختم کریں، سارے فاٹا کے عوام اس بات پر متفق ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ آپ یہاں پر one man one vote کریں۔بلدیاتی نظام بنا دیں۔وہاں پر صوبائی اسمبلی بنا دیں۔کشمیر فاٹا والوں نے آزاد کروایا ہے، کشمیر میں فاٹا کے لوگ لڑے ہیں۔لیکن جو کشمیر کی اس وقت حیثیت ہے وہ حیثیت آپ فاٹا کو نہیں دے رہے۔ہم کہتے ہیں کہ بھائی آپ فاٹا کو اس کی حیثیت دے دیں۔آپ اسمبلی دے دیں، وزیر اعلیٰ دے دیں، گورنر دے دیں۔مطلب ابھی جو ان کی حیثیت ہے اس حیثیت کو بڑھا دیں۔آج بھی فاٹا کے آٹھ ایم این ایز ہیں، سینیٹرز ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : عبدالقہار صاحب آپ کا point of view آگیا ہے۔ Matters other than Points of Order شروع ہے تو میرے خیال میں اس کو مکمل کرلیں تو اس کے بعد اس پر بات کریں۔جی مولانا صاحب یہ matters other than points of order لے لیں اس پر کافی ممبران نے بات کرنی ہے اس کے بعد اس پر بات کرلیں؟ جی مولانا فضل الرحمٰن صاحب۔

مولانا فضل الرحمٰن: بِسمِ اللہِ الرّحمٰن الرّحِیمِ۔ (عربی) جناب سپیکر میں گذشتہ دو ہفتے ملک سے باہر تھا عمرے کے سفر پر تھا۔یہاں پر دو انتہائی اہم مسائل ابھرے اور یقیناً اس نے پوری قوم کو

جھنجھوڑا۔ پوری امت مسلمہ کو جھنجھوڑا۔میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جیسے ہمارے پورے ایوان سے ایک اجتماعی گناہ ہوا ہے۔

(مداخلت)

مولانا فضل الرحمٰن: پی ٹی آئی سے تو ہوا ہی ہوا ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام سپیکر : جی Order in the House تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

مولانا فضل الرحمٰن: نہیں یہ expunge نہیں ہوسکتا۔ہر بات expunge نہیں ہوتی۔ہم نے on record کہی ہے یہ بات۔میں on record کہتا ہو ں کہ آپ اس کے ذمہ دار ہیں۔آپ نے جو کچھ کیا ہے وہ ریکارڈ پر ہے اور وہ وقت بتائے گاکہ آپ نے کیا کیا ہے۔تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اجتماعی گناہ ہوا ہے۔مسلہ بنیادی یہ ہے کہ اس مسئلے کو ہنگامے کی نذر نہ کیا جائے۔کچھ ذرا ہم گپ شپ بھی لگاتے رہیں گے۔ذرا تھوڑے سے ٹھنڈے دل سے ہم باتیں کریں۔اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر ایک بات بڑی واضح ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ ہو،ناموس رسالت کا مسئلہ ہو،اس پر کسی ایک مسلمان کی یا کسی ایک گروہ کی کوئی اجارہ داری نہیں ہے۔یہی وہ نقطہ ہے جہاں ساری امت مسلمہ متفق ہے۔آقائے دو جہاں ﷺ واحد شخصیت ہیں جو پوری کائنات کےلئے ایک مشترک شخصیت ہیں۔جس کےلئے ہر ایک کے اندر جذبات ہیں۔مجھے یاد ہے 1974ء میں جب ختم نبوت کی تحریک چلی تھی،تو میں اس وقت اکوڑہ خٹک میں پڑھتا تھا اور میرے والد،والدہ سب ملتان میں رہتے تھے۔تو میں چھٹیوں پر گیا تھا اور وہ چھٹیاں میں نے جیل میں گزاری تھیں۔اس جیل میں ہمارے ساتھ

پیپلز پارٹی کے لوگ بھی تھے۔حالانکہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی حکومت تھی۔ہم جب ان سے پوچھتے تھے کہ بھئی ہم تو تحریک چلا رہے ہیں،بھٹو صاحب سے مطالبہ کررہے ہیں۔پیپلز پارٹی کی حکومت ہے آپ کیسے اس تحریک میں آگئے۔تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بھٹو صاحب سے above ہیں۔ ہم اس کے لئے قربانی دیں گے۔اور اس کے لئے ہمارے اندر کوئی پارٹی وغیرہ نہیں ہے۔تو یہ وہ جذبات ہیں اور آج بھی میں سمجھتا ہو ں کہ اس حوالے سے ہمیں کوئی بحث نہیں کرنی چاہیے کہ میں کوئی زیادہ محبت کرنے والا ہوں اور میرے اندر عقیدت کچھ زیادہ ہے،دوسرے میں کم ہے۔میں سمجھتا ہو ں کہ ہر دو رمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہر مسلمان کی عقیدت ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے کوئی کسی کو کم نہیں کہہ سکتا۔

اس لحاظ سے ظاہر ہے کہ یہاں پر ایک بل زیر بحث تھا انتخابی اصلاحات کا۔اس پر پتہ نہیں 126 میٹنگز ہوئیں۔پتہ نہیں کتنے مہینوں سے وہ زیر بحث رہا۔ہر پارٹی اس میں اپنا in put دیتی رہی اور اس پر بحث ہوتی رہی۔اس دوران میں جب وزیر اعظم کی نااہلی آئی تو پھر کچھ اور پوائنٹ اس میں ایسے ڈالے گئے کہ جس میں وزیر اعظم صاحب کو یا میاں نواز شریف صاحب کوrelief دینا مقصود تھا۔تو حکومت ہے،حکومتی پارٹی ہے،اکثریت ہے۔ان کا بھی اسی طرح حق ہے جس طرح کہ ہم سب کے حقوق ہوتے ہیں۔ایک ہنگامہ بہر حال اس ہاؤس میں برپا ہوا۔یہاں ہوا،سینیٹ میں ہوا۔اور اسی پر focus تھا سب کا،ہمارا بھی اسی پر focus تھا۔حکومتی پارٹی کا بھی،اپوزیشن کا بھی،سب کا اسی پر۔ موافقت اور مخالفت کے حوالے سے۔اور ایک ہنگامہ کھڑا ہوگیا۔اب اس دوران میں جب کہیں پر ہنگامہ ہو،غل غپاڑہ ہو،شورو غوغا ہو او رکوئی جیب کترا آکر آپ کی جیب کاٹ لے،تو اس کے بعد پھر آپ یہی کہیں گے کہ جی آپ کی جیب کیوں کاٹی گئی اور آپ کہاں تھے اور آپ کی سوچ کہاں تھی اور تم نے کیوں اپنی جیب کا خیال نہیں کیا۔بابا اس ہنگامے میں بہت کچھ ہوجاتا ہے تو یقیناً ایک ایسا کام ہوا ہے کہ میں تائید کرتا ہوں جو میرے دوستوں نے کہا ہے کہ اس پر باقاعدہ تحقیق ہونی چاہیے کہ اس بل کے اندر یہ چوری کس نے کی ہے۔یہ مداخلت کس نے کی ہے یہ حرکت کس نے کی ہے۔تو اس پر سب پریشان ہیں اب جب ایک سیاسی محاذ پر ہم سب ایک دوسرے کے خلاف فریق ہیں تو کوئی ایک

پر پریشر ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے تو کوئی دوسرے پر پریشر ڈالنے کی کوشش کررہا ہے جیسے میں نے ایک جملہ کہا اور فوراً ایک پریشر آگیا اور شاہ محمود صاحب فوراً احتجاج میں آگئے۔

اسی طریقے سے ہر ایک، الیکشن بھی آرہا ہے ہم point scoring بھی کررہے ہیں الیکشن انتخابات کے لئے اس کو ایک ایشو بھی بنا رہے ہیں۔ہر ایک اس حیثیت سے سوچ رہا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں نہیں ہونا چاہیے اس انداز کے ساتھ ہماری سوچ۔لیکن اب مسئلے کے بہت سے پوشیدہ پہلو سامنے آرہےہیں جس چیز کو ہم نے متفقہ طور پر طے کیا کہ واپس بحا ل کرنا ہے اور یہاں پر بل آیا اور اتفاق ہو بھی گیا۔تب بھی حضرت اس کے اندر اور نقاط سامنے ابھر رہے ہیں کہ وہ جو 7(b) اور (c)کا مسئلہ ہے وہ تو 2002ء کے الیکشن order کا حصہ ہے اور شاید اس کے بعد اس کی آئینی، قانونی حیثیت کیا ہے اس کو دوبارہ بحال کرنے کے لئے کچھ اور قانونی effort ہمیں کرنی ہوں گی اور اس پر وزرات قانون کی ذمہ داری آپ ڈالیں تاکہ اس معاملے کو حتمی طور پر طے کیا جاسکے اور یہ چیزیں جو ہیں اس ایوان میں سلیقے کے ساتھ طے ہونی چاہیے تو یہ وہ سارا معاملہ ہے کہ یہاں پر ایسا کیوں ہوا،کون اس کو اس کے بیچ میں لایا۔

یہاں پر حضرت ہماری تاریخ ہے۔کبھی ناموس رسالت کے حوالے سے مسئلہ آتا ہے ناموس رسالت کا قانون اقلیتوں کے خلاف استعمال ہورہا ہے۔میں ایک دفعہ Belgium گیا یورپی پارلیمنٹ میں میں وہاں گیا تو اس کے ہال میں سب ممبران بیٹھے ہوئے تھے یہی سوالات کرنے لگ گئے کہ آپ کے ملک میں تو ناموس رسالت کے نام پر قتل ہوتے ہیں اقلیتوں کے خلاف اس میں استعمال کیا جا رہا ہے اور اس زمانے میں چونکہ سلمان تاثیر صاحب کو قتل کیا گیا تھا تو وہ بھی وہاں ایک بڑا مسئلہ بنا ہوا تھا تو میں نے اس سے کہا کہ John F. Kennedy کو کس نے قتل کیا،انور سادات کوکس نے قتل کیا،یہ Indira Gandhi کو کس نے قتل کیا،Rajesh کو کس نے قتل کیا۔پوری دنیا میں اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں کوئی یہ نہیں کہ ایک پاکستان میں ہوگیا اور آپ نے اسی کو پکڑا لیا۔

یہ سب کہ پاکستان میں یہ ایسا واقعہ ہوا ہے لیکن جہاں تک اس قانون کی اقلیتوں کے خلاف استعمال ہونے والی بات ہے اس وقت کے حساب سے ہمارے پاس جو data تھا ہم نے کہا کہ کوئی پانچ سو FIR درج ہوئے ہیں مسلمانوں کے خلاف اور کوئی چالیس یا پچاس کے درمیان کیسز ہیں جو اقلیتوں کے حوالے سے ہیں اس ratio کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ یہ اقلیتوں کے خلاف غلط استعمال ہوا ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں آج۔آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ ممتاز قادری تو پھانسی چڑھ گیا لیکن جو اس کے اس پورے ایکشن کی بنیاد بنی تھی وہ ایک مسیحی خاتون ہیں وہ آج بھی جیل میں ہیں۔اس کےخلاف بھی سزائے موت ہے اس کے خلاف بھی سزائے موت ہے اس پر عمل ہوگیا اس پر نہیں ہو رہا۔اب یہ ساری چیزیں کہاں امتیاز ہیں۔امتیاز تو مسلمان کے خلاف ہو رہا ہے امتیاز تو کسی مسیح کے خلاف تو نہیں ہو رہا ہے حالانکہ ایک ہی عدالت ہے اس کا ایک ہی فیصلہ ہے۔تو یہ ساری چیزیں ہمارے ملک میں حملے ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں پر اسی ایوان کے اندر حدود اللہ کے خلاف propaganda کیا گیا کہ حدود کا قانون خواتین کے خلاف استعمال ہو رہا ہے۔جنرل مشرف صا ب نے اسی ایوان سے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر اس میں آئینی ترمیم کردی اب کہتے ہیں کہ جی ہم نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔میں نے اس وقت بھی کہا کہ محض قانون کے اندر تبدیلی کرنا،ایک ہے اس قانون کی پاداش میں جو ایک مقدمے کا procedure ہوتا ہے اس procedure کو اتنا مشکل بنا دیا ہے آپ نے کہ اس کے نتیجے میں قانون غیر موثر ہوگیا۔وہی کچھ اس کے ساتھ ہوا۔وہی کچھ آپ توہین عدالت کے قانون میں کرنے جا رہے تھے وہی کچھ آپ یہاں اس ختم نبوت کے مسئلے میں کرنے جا رہے ہیں کہ جی نفس قانون کو تو ہم نے نہیں چھیڑا نفس قانون تو اپنی جگہ برقرار ہے لیکن اس قانون کے آگے پیچھے جو تھوڑی سی اور قانونی تقاضے ہوتے ہیں یا مقدمے کے یا اور مزید procedure ہوتا ہے ا س procedureکو آپ اتنا مشکل بنا دیتے ہیں یا اس میں اتنا اس کو لغو کردیتے ہیں کہ پھر نفس قانون کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہتی اور اس سے جو آئین دشمن،ملک دشمن، مذہب دشمن طاقتیں جو اس کا فائدہ اٹھانا چاہتی ہیں وہ پھر اپنا فائدہ اٹھاتی ہیں۔

چنانچہ آج آپ کے اس ملک میں زنا با لجبر کو صرف بالجبر کو زنا کہا جا رہا ہے زنا بالرضا قانوناً اس وقت اس کی حیثیت یہ ہے کہ وہ ایک جائز امر ہے جبکہ شریعت کی روح سے اس پہ بھی حد ہے اس پہ بھی حد ہے وہ بھی جرم ہے یہ بھی جرم۔لیکن ایک کو آپ نے اتنا مشکل بنایا کہ اب آپ کے قبائلی ماحول میں آپ کے سندھ میں،آپ کے بلوچستان میں قبائیل لوگ ہیں پنجاب میں ہیں وہ پھر براہ راست اب قتل کریں گے وہ قانون کی طرف رجوع نہیں کریں گے تو یہ مشکلات جو آپ کے ملک میں پیدا کی جاتی رہی ہیں اور آج پھر ختم نبوت کے حوالےسے ایسی چیزیں اندر اس بل میں گھسیڑ دینا کہ لوگوں کی نظریں ایک اور چیز پر مرکوز ہیں اور آپ نے اس کے بیچ میں اور چیز لگا کر تاکہ کسی طریقے سے پاس ہوجائے گا تو پھر دیکھاجائے گا۔اگر حافظ حمدللہ صاحب کو ادراک ہوبھی گیا تھا سینیٹ میں۔تو ان کو بھی انفرادی حیثیت میں ہوا تھا۔انہوں نے وہاں کوشش کی صرف مسلم لیگ (ن) کو آمادہ کرسکے باقی سب نے اس کے خلاف ووٹ دے دیا اور پھر یہاں قومی اسمبلی میں آیا پھر یہاں پر اگر ہمارے شیخ رشید صاحب نے اس حوالے سے اٹھایا ہے مسئلے کو تو یہ بھی ذرا بتایا جائے کہ یہ ادراک ان کو کس وقت ہوا،اسی وقت ہوا،کسی نے کان میں کہہ دیا۔اس سے پہلے اس نے مطالعہ کیا تھا studyکیا تھا لیکن یہ کہنا کہ شیخ رشید صاحب وہ شخصیت ہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہیں،کیا ان کے وہ جذبات نہیں ہیں جو میرے جذبات ہوں گے۔کیا ان کا فرئضہ نہیں ہے۔ہر ممبر کا جو یہاں بیٹھا ہوا ہے اور آقا دو عالم کا اپنے آپ کو غلام سمجھتا ہے اور ختم نبوت کے عقید ے سے اور اس کی محبت سے سرشار ہے۔ہر ایک کا فرض ہے کہ اس کو اٹھائے اور میں شکریہ ادا کروں گا ان کا کہ انہوں نے یہ مسئلہ اٹھا کر پورے ایوان کو پوری قوم کو متوجہ کیا ہے۔

یہ کوئی ایسا مسلہ نہیں ہے لیکن ان چیزوں کے اوپر اگرہم یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے تو کمال کر دیا آپ اس کے مجرم ہیں۔آپ نے غفلت کی ہے،آپ پر ذمہ داری ڈالی جاتی ہے یہ وقت اس کا نہیں ہے اور نہ ہی یہ مسائل ایسے مسائل ہیں کہ جس میں ہم ایک دوسرے پر اس کی ذمہ داری ڈالیں۔ہاں۔نقب لگایا گیا ہے،چوری کی گئی ہے،جیب کترے نے کوئی جیب کاٹنے کی کوشش کی توہے اس

کو تلاش کرنا چاہیے۔اس پر کمیٹی بیٹھنی چاہیے، اس کی تفتیش ہونی چاہیے کہ کون اس کا ذمہ دار ہے بڑا ہو یا چھوٹا ہو،کلرک ہو یا کوئی منسٹر ہو اس پر اس کا احتساب ہونا چاہیے۔

جہاں تک مسئلہ ہے فاٹا کا۔یہ معاملہ یہاں پر بارہا زیر بحث آیا ہے؛ پارلیمنٹ میں بھی زیر بحث آیا ہے پارلیمنٹ سے باہر بھی آیا ہے۔اب وہ مسلے کا ذکر تو کر لیا گیا لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ اب وقت کتنا ہے ہمارے پاس۔موڈ کیا ہے۔کیا یہ ایوان اس کا sense یہ ہے کہ اس موضوع پر بڑی تفصیلی debate کی جائے یا ایک اختصار کے ساتھ بات کی جائے مجھے ابھی تک ہاؤس کا sense معلوم نہیں ہو رہا ہے ایسا نہ ہوکہ ذہنی پریشر کے تحت ہم وہ پوری بات نہ کہہ سکیں کہ جو ہمیں کہنی چاہیے اور میں یہاں پر اپنے پورے دلائل اس سے پہلے بھی دے چکاہوں اور جو حضرات یہاں موجود ہیں انہوں نے پوری تفصیل کے ساتھ اس مسئلے کو سنا ہے۔فاٹا کے معاملے پر حضرت بات یہ ہے کہ ہمارا جو موقف ہے وہ 2012ء سے ہے اس زمانے میں صوبہ خیبر پختونخوا کی اسمبلی نے یہ قرارداد پاس کی تھی کہ فاٹا کو صوبے میں ضم کردیا جائے۔اس سے ایک اضطراب پیدا ہوا۔نئی نئی بات تھی یہ کیا ہوگیا۔تو اس وقت قبائیل کا ایک اجتماع ہوا پشاور میں اور اس میں سہولت کار کی حیثیت یقیناً ہماری پارٹی بھی تھی۔اس،وہ جرگہ غالباً مجھے یاد ہے 15 یا 16 جولائی کو تھا 2012ء کو۔وہاں ایک اجتماعی قرار داد آئی او ر اس پر اتفاق ہوا کہ دو تین احتمالات ہیں۔ایک احتمال یہ ہے کہ صوبے میں ضم کردیا جائے،۔دوسرا احتمال یہ ہےکہ مستقل صوبہ کی حیثیت دی جائے۔تیسرا احتمال یہ ہے کہ وہاں جو موجود نظام ہے اس نظام میں اصلاحات کی جائیں اور اس کے اندر جو کالے قوانین ہیں ان کو ادھر ادھر کر دیا جائے اور status کے اندر رہتےہوئے ہم وہاں پر کچھ تبدیلیاں لائیں اس طرح statusکے اندر رہتے ہوئے ہم نے بالغ رائے دہی کی بنیاد پر قبائل کو ووٹ کاحق دیا۔جس طرح status کے اندر رہتے ہوئے ہم نے پارٹی ایکٹ کو extend کیا وہاں تک لیکن اس کا وہ جوstatus ہے وہ اپنی جگہ پر برقرار رہا فاٹا کا جو تھا آئینی۔تو اس اعتبار سے ہم نے کہا کہ یہ تینوں تجاویز اہم ہیں اور تینوں تجاویز سنجیدہ ہیں اور کسی ایک تجویز کے بارے میں بھی ہم سر دست نہ اس کو قبول کرنے کی پوزیشن میں ہیں اور نہ اس کو رد کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔لہذا اس وقت قبائل میں operations ہو رہےہیں،

لوگ در بدر ہیں،وہاں سے لوگ IDPs کی صورت میں گھر چھوڑ چکے ہیں، ہماری مائیں بہنیں اس وقت در بدر ہیں،بچے در بدر ہیں۔جو وہاں پر جنگ جاری ہے، دہشت گردی کے خلاف جنگ ہور ہی ہے، قبائل اپنے گھر بار چھوڑ چکے ہیں۔اس حالت میں ان کے اوپر ان کا سیاسی مستقبل مسلط نہ کیا جائے۔پہلے لوگوں میں وہاں امن لایا جائے پھر وہاں پبلک کو واپس لایاجائے اور و اپس لا کے پھر اس کے بعد لوگوں کو اعتماد میں لیا جائے۔چنانچہ یہ جرگہ بنتا گیا،بنتا گیا اور ا س میں لوگ شریک ہوتے گئے۔اس کا جو نمائندہ جرگہ تھا اس کے اراکین جب ستر تک پہنچ گئے تو اس کے بعد ہم نے ایک بڑا گرینڈ جرگہ بلایا اور 16 دسمبر مجھے یاد ہے کہ پشاور میں پانچ ہزار قبائل نمائندے جس میں اقلیتیں بھی تھیں،سکھ بھی تھے، مسیحی بھی تھے،اس کے اندر ہندو بھی تھے، اس کے اندر شیعہ حضرات بھی ہمارے مسلم کمیونٹی ہے وہ بھی موجود تھے۔اسی طریقے سے وہاں پر قبائل کے وکلاء بھی موجود تھے،صحافیوں کی نمائندگی بھی تھی، مختلف پارٹیز کی نمائندگی بھی تھی۔

ان سب لوگوں نے وہاں پر ایک قرارداد پاس کی اور اس قرار داد میں ابتدائی جو دو تین باتیں ہیں وہ یہ ہیں کہ قبائل کے سیاسی مستقبل کا فیصلہ یہ جرگہ کرے گااور ایوان صدر،پارلیمنٹ،تمام قانون سا ز ادارے یا کسی بھی قسم کا کوئی فرمان یا کوئی قانون صادر کرنے میں توقف کرے تاوقتیکہ امن بحال ہو جائےا ور لوگ واپس آکر اپنے علاقوں میں بحال نہ ہوجائیں اور جرگہ یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ قبائل کے سیاسی مستقبل کا فیصلہ قبائل کے عوام کریں گے۔یہ declaration کے ابتدائی تین چار نکات ہیں جو وہاں اس میں طے ہوئے اور اس کے بعد وہ declaration یہاں اسلام آباد میں آیا اور یہاں جناح کنونشن سینٹر میں پاکستان کی تمام قیادت چاہے وہ قومی سطح کی جماعتیں ہوں،چاہے وہ علاقائی ہوں، قوم پرست ہو، مذہبی ہوں، فرقہ پرست ہوں ،سب کے سب جمع ہوئے اور سب نے اس declaration کو سپورٹ کیا اور کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی کاوش پہ ' ہاں اس جرگے نے ایک offer کی تھی کہ قبائلی امن میں ہم اپنا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں، ہمیں کردار ادا کرنے دیا جائے جو بعد میں ان کو نہیں دیا گیا لیکن انہوں نے offer کی۔

اب بنیادی سوال یہ ہے کہ جب آپ کے 125 سال کے ان کے اس status کو آج تبدیل کرنا چاہتے ہیں، آپ آئین کی چار شقیں جو قبائل سے متعلق ہیں اس کے بدلے میں 180 آپ آئین کی شقیں وہاں پر نافذ کریں گے ا ور ان کو اس میں آپ لانا چاہیں گے، وہاں پر آپ نے تبدیلیاں لانی ہیں، آپ نے Durand Line کے مستقبل کو، اس کی آئینی حیثیت کو، اس کی international position کو دیکھنا ہے، اس پہ اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے، کہیں ایسا تو نہیں کہ 70 سال ہم نے کشمیر کی LoC پہ گزار دیے اب ادھر سے ایک اور مشکل ہمیں سرحدی طور پر درپیش ہوجائے اور یہ بات میں پہلے پارلیمنٹ میں کہہ چکا ہوں کہ اس قسم کی چیزیں ہیں جو صرف ملک کے اندر نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر اور پھر ظاہر ہے کہ جب آپ قبائل کے status کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو status کو تبدیل کرنے کے لیے پھر قوموں سے پوچھا جاتا ہے۔

اگر سکاٹ لینڈ کے لوگوں سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ برطانیہ میں رہنا چاہتے ہیں یا نہیں، اگر برطانیہ کے لوگوں سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ یورپی یونین میں رہنا چاہتے ہیں، اگر Darfur کے لوگوں سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ سوڈان میں رہنا چاہتے ہیں یا نہیں، اگر مشرقی تیمور کے عوام سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ انڈونیشیا میں رہنا چاہتے ہیں یا نہیں، اگر ہم کشمیریوں کو یہ حق دے رہے ہیں کہ plebiscite کیا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ وہ انڈیا کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو دنیا میں یہ رواج ہے اور ابھی ترکی میں پارلیمانی طرز حکومت سے صدارتی طرز حکومت میں آنے کے لیے اردگان نے قوم میں ریفرینڈم کرایا، executive فیصلہ نہیں کیا، اس کا پارلیمنٹ کے ذریعے سے فیصلہ نہیں کیا، پارلیمنٹ کے زریعے سے انہوں نے آئین میں تبدیلی نہیں کی۔

یہ ساری مثالیں دنیا میں موجود ہیں۔ کیا گناہ پڑتا ہے کہ اگر ہم قبائل سے پوچھ لیں کہ قبائل بھائیو آپ کیا چاہتے ہیں؟ کم از کم آپ کو کوئی بین الاقوامی مشکل درپیش ہو گی، بین الاقوامی سطح پر بھی آپ کا کیس کوئی اٹھائے گا، آپ کے پاس با حوالہ ہوگا کہ قبائل کے عوام کا فیصلہ ہے ہم عوام کے فیصلے کے سامنے مجبور تھے اور تب ہم نے یہ فیصلہ کیا۔

لہذ جھگڑا انضام پہ نہیں ہے۔ کوئی یہ مت کہےکہ ہم انضام کےخلاف ہیں۔ہم کہتےہیں کہ انضام کا فیصلہ کرنا ہو، الگ صوبے کا فیصلہ کرنا ہو،موجودہ status میں کچھ اصلاحات کر کے برقرار رکھنے کا فیصلہ ہو لیکن قبائل کےمفاد کو دیکھ کر اور قبائل کے لوگوں کی مرضی کو دیکھ کر فیصلےکیے جائیں اس کےعلاوہ کوئی فیصلے نہ کیےجائیں۔

میں آپ کو ایک بات کہنا چاہتاہوں۔آپ کہتے ہیں کہ ہم ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کو قبائلی علاقوں کی طرف extend کرنا چاہتےہیں۔شاہ محمود صاحب آپ بہتر طور پر اس چیز کو جانتےہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ یہاں پر ایک رواج ایکٹ پاس ہوا جہاں میں نے جھگڑا کیا،یہاں میرے ساتھ کچھ دوستوں نے جھگڑ اکیا حالانکہ میں اپنی گورنمنٹ سے لڑ رہا تھا اور میں نے کہا یہ آپ غلط کر رہےہیں اور اس ایکٹ پہ پیچھے کچھ تحریر لکھی ہوئی ہے اس پہ مجھے اعتراض ہے۔ رواج ایکٹ اسی پارلیمنٹ نے اس بل کو پاس کیا،پاس کرنے کا معنی ہے یہ کمیٹی میں بھیج دیا اور کمیٹی میں ابھی تک ہے لیکن آج یہی گورنمنٹ،یہی مسلم لیگ (ن) یہی اس کی قیادت آج برملا اعتراف کر رہی ہے،اپوزیشن کےہمارے دوست بر ملا کہہ رہےہیں کہ رواج ایکٹ کا فیصلہ تو غلط تھا،یہ توصحیح نہیں ہوا۔اس روا ج ایکٹ میں پہلے تو رواج کی تعریف نہیں ہے کہ رواج کس کو کہا جاتا ہے،پھر رواج کی کوئی codification نہیں ہے، اس کا code of law نہیں ہے۔پھر اس کےبعد آپ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کو تو extend کر دیں گے لیکن اس میں lower courts کا ذکر نہیں ہے۔ آپ بتائیں کہ lower courts کےبغیر کس کا فیصلہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں چیلنج کریں گے؟

آپ وہاں پر lower courts بنابھی لیں گے تب بھی دیوانی کیسز میں پورے فاٹا میں ایک سے ڈیڑھ فیصد تک land record موجود ہے، ایک سے ڈیڑھ فیصد سے زیادہ پورے فاٹا میں land record نہیں ہے، دیوانی مقدمات کی بنیاد پر آپ کس کی اپیلیں لے کر آئیں گے اور ہائی کورٹ اور کورٹس میں آپ کیسز لڑیں گے؟یہ ساری مشکلات ہیں۔میں نے اس وقت یہ عرض کیا تھا کہ آپ ویسے بھی توکہہ رہےہیں کہ انضام کی بات ہم پانچ سال کےبعد دیکھیں گے،پانچ سال تک فی الحال نہیں۔آپ نے خود اس کےاندر این ایف سی ایوارڈ کےتحت تین فیصد کی بات کی ہے جو سالانہ

نوے ارب روپےبنتا ہے۔ یہ نوے ارب روپے ہم ہر سال فاٹا میں خرچ کریں گے اور دس سال تک خرچ کریں گے۔ کس مقصدکے لیے ' تاکہ فاٹا میں کالجز اور سکولز اور یونیورسٹیاں کھل سکیں، فاٹا میں ہسپتال کھل سکیں، فاٹا میں سڑکیں بن سکیں، فاٹا کےلوگوں کو بجلی دے سکیں، زندگی کی سہولتیں دی جاسکیں، ان کےمعیار زندگی کو settled areas کے لوگوں کےمعیار پر لایا جاسکے۔ یہ نہ ہو کہ احساس کمتری اور برتری کا سوال پیدا ہو کہ یہ لوگ ان سے اپنے آپ کو بالا تر سمجھتےہوں اور قبائل کو ہم سمجھیں کہ وہ تو بہت low level کی زندگی گزار رہےہیں۔مقابلے کے امتحان میں شریک نہیں ہو سکتے۔

جب آپ خود اس کے لیے دس سال کا وقت دے رہےہیں تو پھر انضمام کےفوری فیصلے اور اعلان کے لیے آج جلدی کیا ہے؟ مسلہ اسی کا ہےکہ step by step جاؤ،مشاور ت کے ساتھ جاؤ۔ اگر کہیں سے کوئی فیصلہ،سوچ ہمارے پاس آگئی ہے۔اس سوچ کا انہوں نے بیس یا تیس سال میں اس کا تعین کیا ہوگا۔آج میں اور آپ یہاں بیٹھے ہیں۔کیا آپ کو اور مجھے پانچ دن کےلیے بھی ڈیبیٹ کرنے کی اجازت نہیں دی جارہی، کیا ہمیں حق نہیں ہے کہ ہم ' یہاں قانون ہم نے پاس کرنا ہے، مستقبل کا فیصلہ ہم نے کرناہے اور جب ہم نے کرنا ہےتو ہم ڈیبیٹ تو کریں۔شاہ محمود صاحب آپ مجھ پر تنقید کریں میں آپ کی بات تو سمجھوں گا۔میں آپ پہ تنقید کرتاہوں، آپ کی رائے سے اختلاف کرتاہوں،آپ کو کچھ تو سمجھنے کی کوشش کرنی ہوگی کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔تعصب تو نہیں ہے۔نہ آپ فاٹاکےدشمن ہیں نہ میں فاٹا کا دشمن ہوں۔ہم اپنے ملک کےلوگوں کی بہتری کے لیے سوچ رہےہیں،آپ اور زاویے سےسوچتےہیں میں اور زاویے سے سوچتاہوں۔ میں سوچتاہوں کہ آ پ جو کررہے ہیں یہ فی الحال ان کے لیے نقصان دہ ہے۔ خدا کے لیے ہمیں ڈبیٹ تو کرنے دو،مباحثہ تو کرنے دو،ہمیں اس کی نوک پلک سیدھی تو کرنے دو۔

اتنا بڑا رواج ایکٹ اسی اسمبلی میں پیش کیا گیا اور اس کو کمیٹی میں بھیج بھی دیا گیا اور آج کہہ رہے ہیں کہ وہ غلط تھا۔اب نئے ایکٹ پر بات ہونی چاہیے تو ٹھیک ہے ہونی چاہیے۔ ہم نے کیا گنا ہ کیا سوائےاس کہ ہم نے یہ کہا کہ آپ یہ بات کرتے ہیں کہ ہم رواج ایکٹ لارہےہیں اور ہم انضمام

نہیں کررہے ہیں لیکن اس رواج ایکٹ کے تحت آپ لکھ رہے ہیں کہ 2018کے الیکشن میں قبائلی علاقوں سے اتنی سیٹیں صو بائی اسمبلی میں ہوں گی۔جب آپ نے 2018 کی الیکشن میں صوبائی اسمبلی KPK میں فاٹا کی اتنی سیٹیں رکھوادیں تو اسی طرح انضمام ہوتا ہے انضمام میں کوئی سیٹ تو نہیں ہوتی۔ہم نے اس نقطے پر اعتراض کیاتھا۔اگر آپ کہتے ہیں کہ پشاور ہائی کورٹ کو extendکریں گے۔اگر وہ Federally Administered Areaہے تو پھر Federally Administered Areaمیں اسلام آباد ہائی کورٹ کی تو بات ہوسکتی ہےلیکن جب آپ پشاورہائی کورٹ کے اختیارات کو extendکریں گے تو پھر یہ انضمام نہیں ہے تو کیا بلاہےاور پھر آپ وہاں پر ایک implementation committee بنارہے ہیں implementation committee کی،فیڈرل کی نہیں ایکCabinet level کی Federal Cabinet level implementation committee بن رہی ہے۔اس کے اندر صوبے کا وزیراعلیٰ بھی ہوگا،اس کے اندر صوبے کا چیف سیکرٹری بھی ہوگا۔جب فاٹا کے لیے ایک Cabinet level کی کمیٹی ہوگی۔جس میں اسی صوبے کا وزیراعلیٰ اور چیف سیکرٹری ہوگا تو آپ مجھے بتائیں کہ پھر یہ چیز کیا بن گئی یہ Cabinet level ہے یا نہیں ہے۔ان نکات پر ہم نے اعتراض کیاتھا۔

اب سن رہے ہیں کہ کوئی وہاں پر نئی تجویز بھی آئی ہے کہ کوئی operating officerاس میں ایک شخص کو بنایاجارہاہے تو آپ بتائیں کہ اس میں گورنر کی کیا پوزیشن رہ جائے گی۔فاٹا سیکرٹریٹ کی کیا حیثیت رہ جائے گی؟ جب آپ نے ابھی انضمام نہیں کیے ہیں اور وہ اقدامات کررہے ہیں کہ جس کا معنی صرف انضمام ہی ہے تو پھر لوگوں کو دھوکا تو مت دو، پھر صحیح طریقے سے آگے چلو۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم با ر بار کہہ رہے ہیں کہ اس پر debate کرو۔اس پر ہمیں سمجھاؤ اور ہم آپ کو سمجھائیں،جلدی کیا ہےلیکن اگر اس مرحلے سے ہم گزررہے ہیں اور آپ جلسے شروع کرلیتے ہیں،آپ دھرنے شروع کردیتے ہیں تو پھر یہ مسئلہ ہے کہ فاٹا کے معاملے کو متنازع بنانے کی کوشش ہے،پھر ایک یکجہتی پیداکرنے کے لیے آپ اپنی توانائیاں صرف نہیں کررہے ہیں دباؤ ڈال رہے

ہیں کہ جو میری سوچ ہے اس کو ہر قیمت پر قبول کروورنہ پھر تم فاٹا کے دشمن ہو۔ یہ غلط سوچ ہے،یہ غلط طریقہ ہےاور ناراض نہ ہونا۔میں بہت قریب کی صورتحال کو دیکھ رہاہوں۔میں اسی علاقے کا رہنے والاہوں،اس کا پڑوسی ہوں،میری پارٹی ہے وہاں پر اور ماشاء اللہ سب سے موثر پارٹی ہے الحمدللہ۔ کوئی ایسا نہیں ہے کہ کمزور پارٹی ہے۔میں وہاں کی صورتحال کو جانتاہوں۔فاٹا کے عوام کو جمع کرو، genuine لوگوں کو جمع کرو۔پشاور،چارسدہ اور مردان سے اپنی پارٹی ورکرز کولاکر یہ کہنا کہ قبائل نے اسلام آباد میں دھرنادیا ہے۔

اس طرح دنیا کو دھوکے مت دیاکرو۔ایسا نہیں ہے۔قبائل کے عوام، یوتھ پرسوں پشاور میں جمع ہورہے ہیں پھر پتہ لگ جائے گا کہ فاٹا کی یوتھ کیا چاہتی ہے، اس کی کیا پوزیشن ہے۔ اس حوالے سے مسئلے میں شدت پیداکرنا نہ میں اپنے لیے مفید سمجھتاہوں،اپنی رائے کے حوالے سے مفید سمجھتاہوں اور نہ میں اپنے دوستوں کو یہ مشورہ دوں گاکہ وہ ایسے اقدامات کریں کہ جس کےرد عمل میں دوسری طرف سے بھی شدت آجائے۔یہ ہے ہمارا موقف کہ معاملے کو وہاں تک لیکرجاؤ کہ جہاں ہم سمجھ سکیں۔باقی رہی یہ کہ ایک کمیٹی بنی تھی، کمیٹی نے رپورٹ یہاں پر پیش کی۔میری اس رپورٹ کے اوپر پہلا ردعمل اسی جگہ سے میں نے دیاتھا اور میں نے یہ کہاتھا کہ یہ رپورٹ غلط ہے۔ہم نے اسی وقت مسترد کردیاتھا اور میں نے اس کے حوالے جگہ جگہ سے دیے۔

خداکا غضب ہے کہ میری رپورٹ پہ کہاجارہاہے کہ قبائل میں ایسا قانون اس لیے لایاجارہاتھا کہ وہ insurgent تھے اور اس کا ترجمہ اردو میں کیا گیاتھا کہ قبائل کا مزاج باغیانہ ہے اور ان باغی لوگوں کو جکڑنے کے لیے ہم یہ قانون لاناچاہتے ہیں۔خدا کا خوف کرو یار۔اس قسم کی رپورٹیں بنائی جائیں گیں اور پھر جو قبائلی علاقوں میں جاکر public سے انہوں نے رائے لی تھی اور کس طرح ان کی رائے کو اس رپورٹ میں mention کیا گیا ہے۔میں ایک دفعہ پھر بےا دبی سے کہوں گا کہ قبائل نے وہ رائے نہیں دی تھی کہ جو اس رپورٹ میں لکھی گئی ہے،رپورٹ میں بالکل اس کے برعکس لکھاگیا ہے کہ وہاں کے لوگوں نے ان سے کہاہے تو یہ ساری چیزیں ہماری آنکھوں کے سامنے ہوئی ہیں،ہمارے ماحول میں ہوئی ہیں،ہم لوگ جھوٹ کیوں بول رہے ہیں؟ہمیں بالکل سچ بولنا چاہیے

اور سلیقے کے ساتھ معاملے کو طے کرنا چاہیے۔ نہ کسی کے گھر کا معاملہ ہے نہ کسی کے کاوربار کا معاملہ ہے، نہ کسی کے ذاتی فائدے نقصان کا معاملہ ہے۔ اگر ڈیڑھ کروڑ قبائلیوں کے مستقبل کا معاملہ ہے تو پھر ہمیں سر جوڑکر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنا چاہیے اور ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر معاملے کو طے کرنا چاہیے اور اتفاق رائے کے ساتھ طے کرنا چاہیے۔ہڑبونگ،جوش جذبے اورایک دوسرے پر دباؤ ڈال کر شاید ہم کسی سے کوئی بات نہ منوا سکیں۔وہ دو رگزر چکے ہیں کہ جب آپ لوگ محلات میں بیٹھ کر فیصلے کرتے تھے اور قوموں پر اپنے فیصلے مسلط کیا کرتے تھے۔ اب عوام میں جان ہے،عوام میں عقل و شعور ہے،عوام میں بیداری ہے اور عوام کی بیداری کے نتیجے میں آپ کو عوام کے ساتھ وہی بات کرنی ہوگی جو عوام کی خواہش کے مطابق ہو گی اس کے علاوہ قبول نہیں ہو گی۔ (عربی)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمود خان اچکزئی صاحب

(مداخلت)

جناب قائم مقام سپیکر: جی اس کے بعد ، محمود اچکزئی صاحب۔

جناب محمود خان اچکزئی: میرا جواب بھی آپ لےلیں،میں ان کو سپورٹ کر رہاہوں۔

(مداخلت)

جناب محمود خان اچکزئی: بابا میری بار ی ہے۔ بھائی انہیں سمجھا دیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محمود خان اچکزئی صاحب کو فلور دیا ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام سپیکر : آپ کو دیں گے۔ پہلے آپ نے بات کی ہے۔محمود خان اچکزئی صاحب کو فلور دیا ہے۔محمود خان اچکزئی صاحب۔

جناب محمود خان اچکزئی: جو بھی کیا،ایسا نہیں ہو گا۔یہPTI کا طریقہ نہیں چلے گا۔ آپ کیا کر رہے ہیں۔میں بولوں گا پھر آپ جواب دے دیں۔میرے بعد شروع کریں۔شاہ محمود اگر یہ طریقہ ہے پھر آپ کبھی نہیں بول سکیں گے۔No right کوئی نہیں بولے گا، کوئی نہیں بولے گا۔ یہ طریقہ غلط ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محمود خان اچکزئی صاحب آپ بات کریں۔

جناب محمود خان اچکزئی: ان کو سمجھا دیں۔ یوں اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ پارٹی head ہیں۔

جناب محمود خان اچکزئی: یہ کیا بدمعاشی کا طریقہ ہے you will not be permitted like this.

(مداخلت)

جناب محمود خان اچکزئی: No, never دیکھیں مسٹر سپیکر میری آپ سے request ہے کہ یہ پاکستان کی پارلیمنٹ ہے۔آپ کی ذمہ داری بنتی ہے according to rules each and every person has a right to speakاور خاموشی آپ کی ذمہ داری ہے۔اگر کوئی چپ نہیں ہوتاتو get him out

(مداخلت)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو فلور دیا ہے order in the House please اس کے بعد، آپ بات کریں۔

(مداخلت)

جناب محمود خان اچکزئی: یہ پارلیمنٹ اس طرح نہیں چلے گی۔مسٹر سپیکر! پچھلی دفعہ بھی انہوں نے ہنگامہ کیا تھا۔آپ نرمی برتتےہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چیئر کی respectہی نہیں کرتے،پارلیمانی تربیت کی بات ہے۔ آپ بات کریں۔

جناب محمود خان اچکزئی: آپ سے نہیں ہو گا۔ پھر نہیں بولنا،پھر adjourn کر دیں۔اگر رات تک بھی یہ چیختے رہے تو پھر بھیمیں کسی کو بولنے نہیں دوں گا۔طریقہ شروع کر دیا گالیاں دینے لوگوں کو۔

Mr. Acting Speaker: "In exercise of the powers conferred by Clause 1 of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan," I hereby prorogue the National Assembly Session summoned on Monday, the 2nd October, 2017, on the conclusion of its business.

Signed
Mamnoon Hussain
President
Islamic Republic of Pakistan

_____

(The House was prorogued)

_____